عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر : ۳۶

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

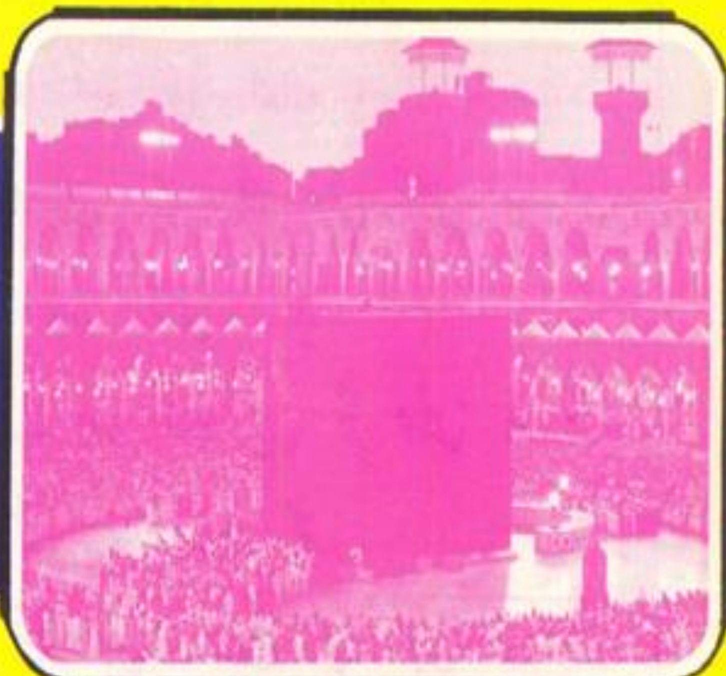

فتح مکہ

اخلاقِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم کامیابی

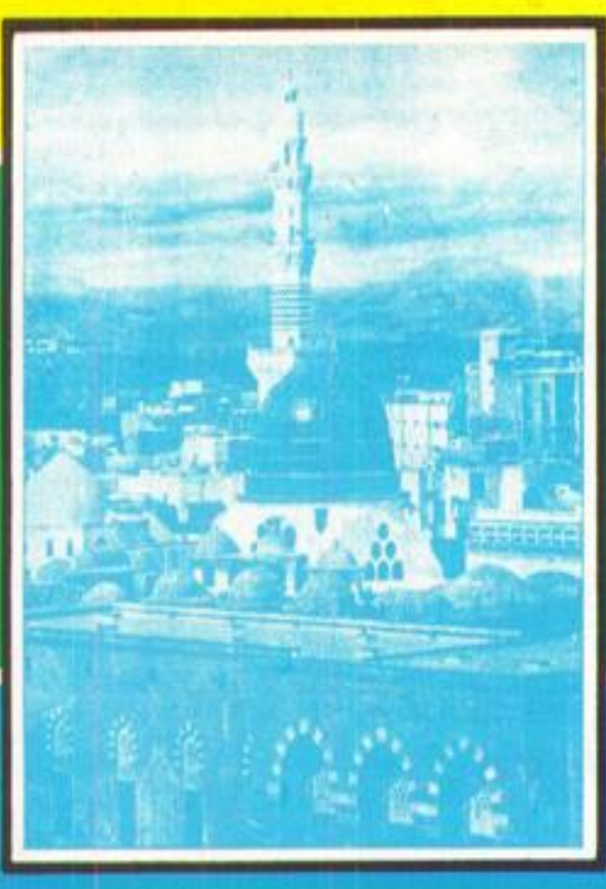

قافلۂ امیر شریعت

سرفروشانِ ختم نبوت

دینی مدارس

دین کی بقاء کے مضبوط قلعے

فخرِ اوّلین صلی اللہ علیہ وسلم

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمتہ للعالمینؐ ہو کر
پناہِ بیکساں بن کر شفیع المذنبینؐ ہو کر

خرد کیا کر سکے گی رفعتوں کا اُنؐ کی اندازہ
فلک بھی رہ گیا جن کے لئے فرشِ زمیں ہو کر

ضمیرِ آدمیت میں اُنہیںؐ کا نور شامل ہے
وہ سب نبیوں کے بعد آئے ہیں فخرِ اولیںؐ ہو کر

قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذرّوں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہو کر

یتیم و بے نوا سمجھا تھا جن کو اہلِ نخوت نے
جہاں پر چھا گئے وہ سرورِ دنیا و دیں ہو کر

ہزاروں بار اس پر عشرت کونین صدقے ہو
غمِ عشق نبیؐ رہ جائے جس دل میں مکیں ہو کر

نگاہِ اولیں کیفؔی کی جب روضہ پہ ہو یارب
تمنا ہے کہ رہ جائے نگاہِ واپسیں ہو کر

۱۸ اگست ۶۰ء

(حضرت محمد زکی کیفی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۶ ● بتاریخ ۵ر رمضان المبارک تا ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۵ر فروری تا ۱۱ر فروری ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ نعت شریف ــــــــــ ۲
۲۔ اداریہ ــــــــــ ۴
۳۔ لیلۃ القدر کی برکات ــــــــــ ۸
۴۔ اعتکاف کے مسائل ــــــــــ ۱۴
۵۔ دینی مدارس دین کی بقا کے مضبوط قلعے ــــــــــ ۱۷
۶۔ چیچنیا۔ تاریخ کے آئینہ میں ــــــــــ ۲۳
۷۔ فتح مکہ۔ اخلاق نبی کی عظیم کامیابی ــــــــــ ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹا لائن کراچی

قافلہ امیر شریعتؒ ۔ سرفروشانِ ختمِ نبوت

(عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت خاص حاصل کریں)

ماہ مقدس اپنے عظمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہو چکا ہے۔ ہر طرف نیکیوں کا چرچا ہے۔ توحید کے متوالے اپنے آقا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے صبح صادق سے قبل اس کے دربار میں کھڑے ہو کر تمام دن کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے پرہیز کی نیت کر کے "سمعنا واطعنا" کے عملی منظر سے رمضان کی ہر صبح کا آغاز کرتے ہیں۔ اور پھر دوسری صبح صادق تک نماز روزہ' تلاوت کلام پاک' تراویح اور دیگر عبادات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور حدیث نبوی ﷺ کے مطابق ہر مسلمان اس کوشش میں سرگرداں ہو چکا ہے کہ ماہ رمضان المبارک کی برکتوں اور عظمتوں سے اپنے دامن کو بھر لے اور اگر کسی مسلمان کو شب قدر حاصل ہو جائے تو اس کی خوش نصیبی اور سعادت کا کیا ہی کہنا۔ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی مسلمان ملک کی فضا بدل جاتی ہے۔ ہر طرف نیکیوں کا چرچا ہوتا ہے۔ ایک عجیب روحانی فضا پیدا ہوتی ہے جس میں ہر شخص اپنی استطاعت اور اپنے ظرف کے مطابق حصہ حاصل کرتا ہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے اس ماہ کی اہمیت بیان کرنے کے لئے شعبان المبارک میں عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں رمضان المبارک کی بہت سی برکتیں اور فضیلتیں بیان فرمائیں۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدھم اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم کے تفصیلی مضامین آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تو کیا ذکر ہمارے اکابر اسلاف کے رمضان المبارک کے معمولات اگر پڑھیں تو ہمیں اندازہ ہو کہ ہم اس ماہ سے غفلت کر کے کتنے بڑے خسارہ میں ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے "معمولات رمضان" میں بہت سارے بزرگوں کے رمضان المبارک کے معمولات کو جمع فرمایا ہے۔ ان تمام بزرگوں کا تذکرہ کہ طوالت کا باعث ہوگا خود حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ علیہ کے معمولات میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک کا چاند نکلتے ہی تمام دیگر معمولات منقطع۔ پورے ماہ کا اعتکاف۔ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کا معمول' ملاقات' بالکل موقوف۔ بس تراویح کے بعد چند لمحے کے لئے ملاقات۔ گویا ایک ایک لمحہ کی قدر۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ علیہ کے معمولات میں درج ہے کہ رمضان کا چاند نکلتے ہی لوگوں سے ملاقات کرلیتے کہ اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی۔ خطوط تک کے جوابات موقوف کر دیئے جاتے۔ ہمہ وقت تلاوت کلام پاک اور اللہ رب العزت سے تعلق جڑا رہتا۔ سحری اور افطاری میں معمولی سی غذا۔ چونکہ رمضان المبارک کو نیکیوں کے موسم سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لئے اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کا ایک مختصر تذکرہ کر دیا جائے تاکہ اہل دل اپنی دعاؤں میں' اپنے علم' اپنی علمی کاوشوں میں' اہل جماعت اپنے جماعتوں میں' نوجوان اپنی نیک سرگرمیوں میں' اہل ثروت اپنے تعاون میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو بھی شامل کر دیں کیونکہ ہر طبقے کی مناسبت سے اس ماہ میں عزم اور ارادہ اور نیت دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں زیادہ باعث برکت ہوگا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی نسبت کہ؟ شرف حضور ﷺ کی وساطت سے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعلیمات خداوندی کے مطابق مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں جہاد کا علم بلند کیا اور اس عظیم اور بنیادی عقیدے کے تحفظ کے لئے نو سو سے زائد حفاظ' قراء' محدثین و مفسرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانی پیش کر کے واضح فرمایا کہ عقیدہ نبوت کے تحفظ کے لئے لاکھوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا مسلمانوں کی قربانی دینی پڑے تو کم ہے۔ یہ نسبت صدیقی ایسی جاری و ساری ہوئی کہ امت نے دیگر معاملات میں تو کسی قسم کا تسامح برداشت کیا لیکن عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں ذرا سی بھی تاویل و توضیح کی گنجائش برداشت نہیں کی اور جب بھی کسی مسیلمہ کذاب کی روحانی اولاد نے کسی بھی انداز میں سر اٹھانے کی کوشش کی امت نے بالاتفاق اس کو مسترد کر کے حدیث نبوی ﷺ کا خود کو مصداق بنایا کہ جب بھی کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کو رد کر دو۔ وہ جھوٹا' ملعون اور مردود ہے۔ برصغیر میں تقریباً" ۱۰۰ سال قبل ۱۸۹۱ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نامی ملعون شخص نے حضور ﷺ کے مقابلے میں تدریجاً" دعویٰ نبوت کیا تو علماء امت نے متفقہ طور پر اس کو مسترد کر دیا اور جب علماء کرام کی مخالفت کے باوجود اس فتنہ نے انگریز حکومت کی سرپرستی میں پاؤں پھیلانے شروع کئے تو محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں قادیانیت کے خلاف بھرپور کام کا آغاز ہوا۔ حضرت امیر شریعت کی سرکردگی میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے جو قافلہ ختم نبوت تیار فرمایا تھا ۱۹۵۲ء

میں اس قافلہ ختم نبوت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل اختیار کی اور جب حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے اس قافلہ ختم نبوت کی شاخوں کو بیرون پاکستان منظم کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی صورت میں یہ عرب ممالک میں فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف عمل ہو گیا۔ اور جب جانشین مولانا بنوری مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ علیہ نے اس قافلہ ختم نبوت کے لئے یورپ کی سرزمین کو تیار کیا تو اس قافلے کے شانہ بشانہ یورپ' افریقہ اور مشرق بعید کے علماء کرام صف بستہ ہو گئے اور جب شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدھم اور حضرت مولانا بنوریؒ کے ہم نام مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدھم نے قافلہ ختم نبوت کے ساتھ جب سیدنا حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو بخارا و سمرقند کے دروازے قادیانیت کے لئے بند کر دیئے گئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قافلہ لاکھوں قرآن مجید کے ہمراہ' ماسکو' لینن گراڈ' تاشقند' بخارا' تاز قستان کے گلی کوچوں میں عظمت خداوندی کے اظہار کے لئے کوشاں ہو گیا۔ مساجد ختم نبوت سے صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم تحریک' ایک مقدس مشن' ایک مذہبی فریضہ جس کی خدمات کی جھلک کا اشاریہ اس کے کارکنوں کے اخلاص اور للہیت کا مظہر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی طرف سے علماء کا اجتماع۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا خطاب دے کر قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کا آغاز۔

- تمام علماء کرام کا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کے لئے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت۔
- قادیانیت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا تمام علماء کرام کی طرف سے متفقہ فتویٰ۔
- مرزا غلام احمد قادیانی کے تعاقب کے لئے مناظروں' مباہلوں اور مباحثوں کا آغاز۔
- مناظروں' مباہلوں' مباحثوں' تحریری مقابلوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کو عبرتناک شکست۔
- حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری اور دیگر علماء کرام پر قید و بند اور دیگر صعوبتوں کا آغاز۔
- انگریز کی سرپرستی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جارحانہ اقدامات پر قافلہ ختم نبوت کے افراد کا بے مثال صبر و تحمل اور قربانیاں۔
- ماریشس میں عدالت کے حکم کے ذریعہ قادیانیوں کے غیر مسلمان ہونے کا فیصلہ۔
- قادیان میں قافلہ ختم نبوت کے دفتر کا آغاز۔
- قادیان کے باہر مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف زبردست جلسہ اور حضرت شاہ صاحب پر مقدمہ۔
- قیام پاکستان کے بعد سر ظفر اللہ (وزیر خارجہ قادیانی) اور مرزائی ٹولے کی ربوہ میں آمد اور قافلہ ختم نبوت کی قادیانیوں کے خلاف پاکستان میں جدوجہد کا آغاز۔
- سر ظفر اللہ کی طرف سے قادیانیت کی کھلے عام تبلیغ کے خلاف تحریک کا آغاز ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز۔ لاہور میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں کی شہادت' جزوی مارشل لاء کا نفاذ' پاکستان کے تمام چیدہ چیدہ علماء کرام کی گرفتاری۔
- تحریک ختم نبوت ۵۳ء کا حکومت کی مزاحمت کی بناء پر وقتی طور پر تعطل۔ از سر نو قادیانیت کے خلاف تحریک کا آغاز۔
- یکے بعد دیگرے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا لعل حسین اخترؒ حضرت مولانا محمد حیاتؒ محدث العصر عاشق رسول مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ علیہ کی قافلہ ختم نبوت کی امارت کی ذمہ داری۔
- ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر کالج کے طلباء کو ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے کے قصور پر قادیانی غنڈوں کا حملہ۔
- تحریک ختم نبوت ۷۴ء کا آغاز۔ پورے ملک میں تعطل۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ علیہ کی تحریک کے سربراہ کی حیثیت سے نامزدگی۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے حزب اختلاف کے ارکان کی جانب سے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل پیش کیا گیا۔ ۷ ستمبر ۷۴ء کو قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بل کی منظوری اور آئین میں غیر مسلموں کی فہرست میں قادیانیوں کی شمولیت۔
- پاکستان کی سول عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک قافلہ ختم نبوت کی مسلسل جدوجہد سے مقدمات میں کامیابی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کی توثیق و منظوری۔
- رابطہ عالم اسلامی میں چالیس ملکوں کی طرف سے قادیانیوں کی غیر مسلم ہونے کے فتوے کا اجراء۔
- پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد قادیانیت نے اپنے پر بیرون پاکستان پھیلانے کی کوشش کی' قافلہ ختم نبوت نے درج ذیل اقدامات کے ذریعہ قادیانیت کا راستہ روکا۔
- ہندوستان میں قادیانیت کی روک تھام کے لئے دارالعلوم دیوبند میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام۔
- افریقی ممالک میں قادیانیت کے فتنے کو روکنے کے لئے وفود کی روانگی۔
- مالی میں پچاس ہزار سے زائد افراد کو قادیانیت سے نکال کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل کیا۔
- یورپی ممالک میں قادیانی مراکز کی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے انگلینڈ میں دفتر ختم نبوت کا آغاز۔

- بلاد یورپ کے مسلمانوں کو قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے عالمی ختم نبوت کانفرنس انگلینڈ کا مسلسل انعقاد۔
- امریکہ میں قادیانیت فتنہ کی سرکوبی کے لئے مبلغین ختم نبوت کی مساعی جمیلہ۔
- جرمنی، بیلجیم میں ختم نبوت کے مراکز کا قیام۔
- بخارا میں قادیانیوں کی عبادت گاہ بنانے کے عزائم کو ناکام بنا کر قادیانیوں کے داخلے پر پابندی لگوانا۔
- ماسکو میں قادیانیت کی تبلیغ کے مقابلے میں ایک لاکھ سے زائد قرآن مجید کی تقسیم۔
- علمی مراکز سمرقند، تاشقند، بخارا اور دیگر وسط ایشیاء کی ریاستوں میں لاکھوں قرآن مجید کی طباعت و تقسیم۔
- لاکھوں دینی کتب کی ترسیل و طباعت، مسجد مفتی احمد الرحمٰن، مسجد مولانا بنوری، مسجد عثمان، مسجد ختم نبوت، مسجد خاتم النبیین کی تعمیر، مدرسہ کوکلتاش، مدرسہ سمرقند کی توسیع و تزئین۔
- تحفظ قادیانیت، تحریک ختم نبوت ۵۳ء، تحریک ختم نبوت ۷۴ء۔ قادیانیت کے بارے میں اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تاریخی کارناموں کا یہ ایک مختصر خاکہ تھا اگر اس کی تفصیل بیان کی جائے تو ہفت روزہ ختم نبوت کے سو نمبر بھی ناکافی ہوں گے۔ اس مختصر جائزہ سے مقصود ریاکاری نہیں اور نہ ہی ان کارناموں پر عجب کا اظہار ہے بلکہ ان کارناموں کی جھلک دکھا کر اپنے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ترغیب دلانا مقصود ہے۔ بقول امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ "یہ میرا کام نہیں ہے حضور ﷺ کا کام ہے۔ قیامت کے دن اگر حضور ﷺ نے سوال فرمایا کہ میری ختم نبوت پر ایک ملعون و مردود ڈاکہ ڈال رہا تھا اس مرتد کے پیروکار میرے غلاموں کو گمراہ کر رہے تھے تو اس وقت تم کیا کر رہے تھے۔ بقول محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ "اگر حضور ﷺ کی شفاعت چاہئے تو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ جو شخص عقیدہ ختم نبوت کے لئے کام کرے گا حضور ﷺ کی شفاعت اس کو ضرور نصیب ہوگی"۔ اس وقت کفر کی پوری دنیا مسلمانوں کے درپے ہے۔ اس کا ایک ہی ہدف ہے کہ حضور ﷺ کے نام لیواؤں کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ امت محمدیہ کی نسبت حضور ﷺ سے ختم کردی جائے کیونکہ امت محمدیہ کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اور سبب یہ نسبت ہے۔ اس نسبت کو مسلمانوں سے ہٹا دیا جائے تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہجاتی اور اس نسبت کو ختم کرنے کے لئے قادیانی گروہ سب سے زیادہ محرک ہے اور موثر کردار ادا کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے اختیار کر رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ میں ڈش اینٹینا اور ویڈیو کیسٹ اس وقت سب سے موثر ہتھیار ہے اور قادیانیت نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور اس کو بنایا ہوا ہے۔ اس باطل گروہ کا ہر ہر فرد مبلغ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ مالی وسائل تمام قادیانیت کو فروغ کے لئے جھونک دیئے گئے ہیں۔ نوکری اور ویزوں کی ترغیب دے کر نوجوانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ ایک ایک قادیانی نے اپنے خلیفہ مرزا نجس (طاہر) کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ وہ کم از کم دس نوجوان مسلمانوں کو گمراہ کرے گا۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

بدقسمتی یہ کہ مسلمانوں کو اپنی اس غفلت کا اندازہ اور احساس نہیں ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش مسلمان اس کام کو بھی فرقہ واریت سے تعبیر کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں، قادیانیوں کو جینے کے حق سے کیوں محروم کیا جارہا ہے۔ حالانکہ پاکستان میں ایسی کوئی بات نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا موقف ہے کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت بن کر رہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں، مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ حضور ﷺ کی امت کو اپنے محبوب آقا و پیغمبر ﷺ سے جدا کرنے کی جدوجہد نہ کریں۔ کیا ایمان کی حفاظت، حضور ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت، مذہبی اور دینی فریضہ نہیں۔ کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ فریضہ انجام نہیں دیا؟ کیا ہمیشہ مسلمانوں نے جھوٹے مدعی نبوت کو (نبی) دائرہ اسلام سے خارج کرکے انکے خلاف حضور جہاد نہیں کیا؟ تاریخ گواہ ہے کہ الحمدللہ مسلمانوں نے کبھی بھی جھوٹے نبی کو برداشت نہیں کیا اور نہ مسلمان یہ تصور کر سکتا ہے کہ ایسے ملعون و مردود شخص کو برداشت کرے۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایسے لوگوں کے خلاف جہاد جاری رکھے گی اور مسلمانوں کو اس پر آمادہ کرتی رہیگی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے بھرپور کام کریں، خود بھی ارتداد سے بچیں اور مسلمان نوجوانوں کو بھی ارتداد سے بچائیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہو تو مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم آپ کو یہ موقع فراہم کر رہا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق بن جایئے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا شرف حاصل ہو تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا میدان اس شرف و اعزاز کے لئے سب سے قریبی ذریعہ ہے۔ نسبت صدیقی حاصل کرنے کا یہ موقع ضائع نہ کیجئے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فتویٰ کا مصداق نہ بنیں کہ جس شخص نے کسی مدعی نبوت سے دلیل مانگی تو وہ کافر ہے تو آیئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم کو مضبوطی سے تھام لیجئے تاکہ قیامت کے دن عقیدہ ختم نبوت کے سپاہی کی حیثیت سے آپ کو پکارا جائے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ قافلہ شاہ ولی اللہ کے سپاہی کی حیثیت سے قیامت کے دن آپ کو پکارا جائے تو آیئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن کا اعزاز آپ کو قافلہ شاہ ولی اللہ کے سپاہی کی حیثیت سے قیامت کے دن متعارف کرائے گا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ محدث العصر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ علیہ کی بشارتوں اور خوش خبریوں کے ثمرات آپ کو دنیا و آخرت میں نصیب ہوں تو حضرت کشمیری رحمہ اللہ علیہ کی قائم کردہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں عملی کردار ادا کرنے کے لئے حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی بیان کردہ خوش خبریاں آپ کی منتظر ہیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ ختم نبوت کا علم بلند کرکے حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت مولانا لال حسین، حضرت مولانا محمد حیاتؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب، حضرت مولانا عبدالحق صاحب، حضرت مولانا سید گل بادشاہ

صاحب' حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب' مولانا محمد شریف جالندھری' اور دیگر مشائخ علماء کرام کے ہمراہ آپ کو حوض کوثر پر ختم نبوت کے مجاہد کے حیثیت سے پیش کیا جائے تو آیئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قافلہ امیر شریعت آپ کا سراپا منتظر ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو موجودہ مصائب زدہ معاشرہ اور کثافت زدہ ماحول میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدھم' شیخ کامل مشفق و مہربان مرشدی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' شیخ الاتقیاء ولی کامل حضرت مولانا محمد نفیس شاہ صاحب' حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مفتی منیر احمد اخون مولانا مفتی نظام الدین شامزی' مولانا عبداللہ' مولانا عبدالرحیم اشعر اور دیگر علماء کرام کی خصوصی توجہ و دعائیں حاصل کریں تو آیئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وسیع میدان' عقیدہ ختم نبوت کا عظیم مشن' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت صدیقی میں ان علماء کرام کی رہنمائی اور سرپرستی میں مصروف عمل ہو جایئے۔ آپ کی طرف خود بخود ان بزرگان دین کی توجہات' عنایات خصوصی' شفقت و مہربانی متوجہ اور سب سے بڑھ کر حرم بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ' روضہ اقدس ﷺ میں عام اوقات میں خصوصاً دعائے شب میں آپ کی شمولیت ہو جائے گی۔ یہ تو ان ترغیبات کی ایک جھلک یا ایک ذرہ ہے۔ اللہ رب العزت اس عظیم مشن اور خدمت کی کیا جزاء عطا فرمائیں گے وہ تصور انسانی سے بالاتر ہے۔ مرشدی و محبی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب زید مجدھم ایک بار کراچی دفتر میں خصوصی کارکنوں سے خطاب فرماتے ہوئے فرما رہے تھے:

حضور ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم (جن کو دنیا میں ہی رضی اللہ عنہ کی سند فضیلت عطا فرمائی گئی) کے اعمال کے بارے میں ارشادات نبوی ﷺ ہیں کہ انکے ایک ایک عمل کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ایک روایت میں فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک کلو گیہوں صدقہ کرنا احد کے پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ اس کی کیا وجہ تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کو حضور ﷺ کی رفاقت و معیت کی وجہ سے نسبت خاص حاصل تھی۔ حضور ﷺ کی اس نسبت کی وجہ سے ان کے عمل کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ معمولی سا عمل اجر کے الحاظ سے بہت زیادہ ہو گیا۔ آج اگر کوئی شخص یہ نسبت خاص حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا وقت ایک ہی راستہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کے لئے کام کر کے اپنے نسبت خاص حضور ﷺ سے جوڑے اور اس عقیدہ ختم نبوت کے لئے اگر کوئی جماعت تھوڑا بہت کام بھی کر رہی ہے تو وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان بوریہ نشینوں اور قافلہ امیر شریعت کے بچے کھچے افراد کا مجموعہ ہے جس کی قیادت کی سعادت ہمارے حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد زید مجدھم العالیہ کو عطا کی گئی ہے۔ اور ہم سب ان کے خادم ہیں۔ لندن ختم نبوت کانفرنس میں خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قافلہ جنتیوں کا قافلہ تھا۔ اگر ہمارا نام اس میں شامل ہو گیا تو ہمیں یقین ہے کہ اس قافلے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔ تم اگر چاہتے ہو کہ جنت والوں کی فہرست میں اپنا نام درج کراؤ' تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس قافلے میں شریک ہو جاؤ۔

اب ذہن میں سوال پیدا ہونا فطری امر ہے کہ آخر اس قافلہ امیر شریعت میں کس طرح شامل ہوا جائے اور یہ برکات کس طرح حاصل کی جائیں۔ کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا فارم بھر کر اس قافلہ میں شامل ہو جانا کافی ہے یا اس کے لئے کوئی اور شرائط و ضوابط ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے فارم بھر دینے سے حضور ﷺ سے ایک حد تک تو نسبت ہو جائے گی اور چرخہ کاتنے والی بڑھیا کی طرح خریداران یوسف میں نام شامل ہو جائے گا۔ لیکن جتنا انسان زیادہ قرب حاصل کرنا چاہتا ہے اتنی ہی محنت اور مجاہدہ کرنا ہے۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کے تمام طبقوں سے درج ذیل تعاون و نصرت کی طلب گار ہے۔

متوجہ کریں کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یاد رکھیں۔ علماء کرام سے تحریری طور پر عقیدہ ختم نبوت کی سلسلے میں تعاون کی درخواست ہے۔

افواج پاکستان سے درخواست ہے کہ چونکہ وہ ادارہ سب سے حساس اور اہم ادارہ ہے اور ہماری معلومات کے مطابق قادیانی فوجی افسران پاکستان اور اسلام کے خلاف کردار ادا کرتے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں اور قادیانی افسران کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ فوج کے ذریعہ قادیانی اسلام دشمن سازشوں کا جال نہ پھیلا سکیں۔

تمام سرکاری افسران' پی آئی اے اور دیگر کارپوریشنوں کے افراد سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے محکموں کے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ قادیانی افسران صرف مسلمان افسران کے خلاف ہی سازشیں نہیں کرتے بلکہ اپنے اختیارات کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بھی سرگرمی نظر آئے تو فوراً" عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مطلع کریں تاکہ قادیانیوں کو اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روکا جاسکے۔

تاجر حضرات ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہودی اور قادیانی تجارت کے ذریعہ مسلمان ملکوں کو اپنے شکنجے میں جکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی تمام مصنوعات کا پچیس فیصد حصہ قادیانیت کی تبلیغ پر صرف کیا جاتا ہے۔ یہ منافع زیادہ دے کر مسلمان تاجروں کی تجارت تباہ کرنا چاہتے ہیں اور خود تجارت پر قابض ہو کر ملک کو غلام بنانا چاہتے ہیں۔ تاجر حضرات کوشش کریں کہ معمولی منافع کے لئے قادیانیوں کی تجارت کو کامیاب نہ بنائیں اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں تاکہ قادیانیت کی تبلیغ رک سکے۔ قادیانی اگر تبلیغ کریں تو ان کا بھرپور جواب دیں۔ آپ سچے نبی ﷺ کے پیروکار ہیں' آپ کو دین پر زیادہ مضبوط ہونا چاہئے' آپ قادیانیت کی تبلیغ کو سننے والے نہیں بلکہ قادیانیوں کو تبلیغ کرنے والے بنیں۔ انہیں آگاہ کریں کہ وہ جھوٹے نبی کے پیروکار بن کر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ وہ قادیانی نوجوانوں کو دعوت دے کر مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔ تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ فتنہ قادیانیت کو ختم کرنے کے لئے ان کی سرگرمیوں کو گہری نگاہ سے دیکھیں۔ ڈش اینٹینا' ملازمت اور مال کی لالچ اور دعوت اور چائے پر تبلیغی پروگرام وغیرہ کا قادیانیت کا سب سے بڑا جال ہے۔ جس علاقے میں یہ کام ہو رہے ہیں خود روکنے کی کوشش کریں اگر لڑائی کا خطرہ ہو تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مطلع کریں۔ تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ روزانہ وقت مقرر کر کے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اپنے اپنے علاقوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم کریں۔ اپنی اپنی مساجد میں ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کرائیں۔ قادیانیوں کو گھر گھر جا کر دین حق اور عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ کریں۔ ہر مسلمان یہ عہد کرے کہ وہ کم از کم قادیانی کو مسلمان بنائے گا' اور اپنے علاقے میں ختم نبوت کا ایک دفتر قائم کرے گا' اگر مسلمانوں نے اس پر عمل شروع کر دیا تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو گمراہ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

لیلۃ القدر کی برکات حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ فضائل رمضان کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ خاتمے میں ایک طویل حدیث' جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں' ذکر کرکے اس رسالے کو ختم کیا جاتا ہے۔

فضائل رمضان میں ایک جامع حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام "مثیرہ" ہے' جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ "کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا' تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟" پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ "رضوان" سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ "رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔" حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے' اور "مالک" یعنی جہنم کے داروغے سے فرمادیتے ہیں کہ احمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور "سرکش شیاطین" کو قید کرو' اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں"۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک "منادی" کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ "ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔ اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے' جس کو کعبے کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں' اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں' جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں' پھر جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا یا بیٹھا نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کررہا ہو اس کو سلام کریں' اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں' صبح تک یہی حالت رہتی ہے' جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی امت کی حاجتوں اور مومنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف کردیا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے) دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو' اور ناطہ توڑنے والا ہو۔ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر "لیلۃ الجائزہ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے۔ پس جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں' اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت! اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود' اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔ اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم' میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کردیا' میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم (یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین)۔

شب قدر رحمت خداوندی کی رات

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نور اللہ مرقدہ نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی آنحضرت ﷺ کی امت کے حال پر کتنی عنایت اور کتنی رحمت ہے۔ اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی تھی' کون سی طاق راتوں میں ہوتی ہے کیونکہ اس میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماء کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی سی رات ہو' دعا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں گزارش کروں۔

حضرت عائشہؓ کی برات کا واقعہ

پہلی بات یہ ہے کہ سورۃ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہو کر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہو گئے تھے' وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے۔ یعظکم اللّٰہ ان تعودوا لمثلہ ابداً الآیتہ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔ کسی مسلمان پر تہمت لگانا' اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کسی مسلمان کی طرف گندگی کو منسوب کرنا اور پھر حضور ﷺ کے گھر میں گندگی کی نسبت کرنا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہ جو مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے' ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھاتے تھے' یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو کر ام المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے' جب حضرت عائشہؓ کی برائت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی' اولئک مبرؤن مما یقولون...الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کر رہے ہیں یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے رنج کا واقعہ

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برائت کا اعلان فرما دیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا' چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا' کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس شخص کے بارے میں کیا ہوگا! بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آیا اور غصہ میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی۔ گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ الخ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں جو صاحب خیر ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں لن یوتوا اولی القربیٰ والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللّٰہ کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں ان پر خرچ نہیں کریں گے اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ ولیعفوا ولیصفحوا یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو' تم اللہ کے قصوروار ہو اور اس کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم اپنے قصور والوں کو معاف کردو۔ ان اللّٰہ غفور رحیم بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے' کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا' اس کے بندوں نے بے شمار جرم اور بے شمار قصور کئے ہیں' جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے' ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں۔ صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے پندرہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہؓ سے افضل تھے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ' جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں' حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم سے درگزر کرنے کے لئے سفارش فرما رہے ہیں' اور سفارش کا انداز بھی عجیب و غریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں' ہاں' آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو' اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو۔ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے' بلکہ ولیعفوا ولیصفحوا معاف کردو درگزر سے کام لو' اور پھر آخری بات فرمادی الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں' جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو خود بھی دوسروں کو معاف کردو

میں نے جو یہ قصہ ذکر کیا ہے' اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے میرا مدعا صرف اتنا ہی ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں' ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا کیا ہم نے اس کو معاف کردیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے بھی کوئی قصور کیا ہو' ہمیں صدمہ پہنچایا ہو' ہمیں رنج پہنچایا ہو' کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو سب کو معاف کردیں۔ اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو معاف۔ کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے' ہم معاف کردیں گے تو ہم پر بھی معافی کا حکم ہو جائے گا۔ سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ' انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ الراحمون یرحمہم الرحمٰن رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔" (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۳) تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ' اپنے ہمسایوں کے ساتھ' اپنے تعلق والوں کے ساتھ' ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے' کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندہ' بندہ ہے' کمزور ہے' کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے' کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہو کر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا تم یہ چاہو گے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ تمہیں معاف نہیں

کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں' ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو میں کیا مانگوں۔ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا کہ اللھم انک عفو کریم تحب العفوفا عف عنی یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں' یااللہ مجھے بھی معاف کردیجئے۔" (مشکوۃ شریف ص ۱۸۲) یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ یہی "شب قدر" ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور اپنی رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن۔ جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب کی دعا رسول اللہ ﷺ نے یہ تلقین فرمائی۔ اللھم انت عفو "یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔" تحب العفو آپ معاف کو پسند فرماتے ہیں۔" مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے۔ لیکن یااللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ فاعف عنی "پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔" اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ ہم سب کو معاف فرمائے۔ حدیث میں ارشاد ہے : تخلقو باخلاق اللہ یعنی" اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔" اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش شب قدر میں بھی نہیں ہوتی

اب دوسری بات۔ حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی۔ اس میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا۔ ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے کہ جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی' اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا۔ اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے جتنے لوگوں کو کیم رمضان سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے' جو بندوں کے گناہوں کو بہاکر لے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا' شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا۔ شب قدر میں جبکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے۔ ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی ایک کرامت

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ کا جس دن انتقال ہوا ہم لوگ حضرتؒ کے مکان پر جمع تھے۔ حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی جہاں پاؤش میں حضرتؒ کا مطب تھا' اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی' میں نے کہا بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا۔ اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا' کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا' اور واپس آکر دوبارہ بیٹھ گیا۔ کہنے لگا تم کو ایک قصہ سناتا ہوں۔ میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید' اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہرچند کوشش کی لیکن ع

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ کو لگی ہوئی

ایک شادی کی تقریب میں میں بھی مدعو تھا اور حضرت ڈاکٹر صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے۔ میرے جانے سے پہلے حضرت وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اردگرد جمع تھے' حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرما رہے تھے' میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ بس ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے۔

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت : ایک قصہ اور یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر(۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرت سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر سال کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے۔ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں' کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرت کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں۔ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا چکر بتایا کہ حضرت کیا کروں' اب کوئی تدبیر بتلایئے۔ حضرت نے سن لیا جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا۔ بس سن لیا اور خاموش رہے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ آگئے' حسب معمول حضرتؒ کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی۔ جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا۔ اس میں کوئی کو ڈاکرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن کرتے ہیں' مگر اس "شراب خانہ خراب" سے گھن نہیں کرتے' حالانکہ یہ ام الخبائث ہے' کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے اس کو قتل کردو یا یہ عورت ہے اس کے ساتھ بدکاری کرو۔ یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے یہ پی لو' ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یااللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے' اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے' یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی' شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے' مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا' زنا کا بھی ارتکاب کیا' تینوں کام مکمل ہوگئے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں' واقعی یہ ام الخبائث ہے' عقل و خرد اور ہوش و حواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی (مشکوۃ شریف)۔

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

اور میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے' قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہے' لہٰذا ہلکا کام کرلو' خود سوچ لو کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں' جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی۔ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں جن کو ہم جانتے ہیں ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ان سے بھی' اور جو اعلانیہ کرتے ہیں ان سے بھی' اور جو چھپ کر

کرتے ہیں ان سے بھی۔ اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ کی لعنت کا مستحق ہے' لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں۔ جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے توبہ کرلے' تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہو۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور "توبہ" زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے۔ صرف زبان سے کہہ دو یااللہ میری توبہ' یااللہ میری توبہ' یااللہ میری توبہ۔ یہ حقیقی توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ درکف' توبہ برلب' دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفارما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے' زبان پر توبہ ہے' لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرا ہوا ہے' گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا استغفار کرتے ہیں یااللہ توبہ یااللہ معاف کردے تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں' گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں' اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہمارے دین و ایمان کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں۔ مثلاً بے نمازی ہے' نماز نہیں پڑھتا' یا گندے دار پڑھتا ہے۔ جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں' نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے' یہ تو ایمان کی غذا ہے' جس طرح کھانا بدن کی غذا۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں؟ الغرض توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے' پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے' نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے' کسی کی غیبت چغلی نہیں کریں گے' عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی' اسی طرح دوسرے جتنے گناہوں میں مبتلا ہیں' ان کو چھوڑنے کا عزم کرو' میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں' ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں۔ اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ جب دل سے سچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہو اور دل نے عزم نہ کیا ہو' گناہ کو چھوڑنے کا۔ گناہ کی لذت' گناہ کی لعنت' گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں بے پردگی نہ چھوڑیں۔ ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں' کوئی نفع نہیں ہے' عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا' جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہورہا ہے ان کو چھوڑنے کا عزم کریں' گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک دفعہ کہہ دیں کہ یااللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے' مجھے معاف کردیجئے' اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں' اسی (۸۰) سال کے گناہ کو معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں وہ مانگتا ہے نہیں دیتے' کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ شریف آدمی کہتا ہے چھوڑ دو' نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دے دے گا لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا' بلکہ تنہا ہوگے' اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو ادا کرو' یا معاف کرالو' اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا' اور اسی کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے' ورنہ مغفرت نہیں ہوتی' اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے' کیا ہم کیا ہمارے گناہ' اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کے ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے۔ مگر سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی' اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں' اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرکے تو آئیں۔ حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہ حدیث رسول ﷺ کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت ﷺ یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یااللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے تو) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ ولا ابالی اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا' اور ان سے میرا کچھ بگڑے گا (مشکوٰۃ ص ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے قرآن و حدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ دعا میں کہا کرتے تھے یا من لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ' اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک یعنی "اے وہ ذات جس کو گناہ نقصان نہیں دیتے اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرمادیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرمادیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت ارشاد فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہوجائے گا' ناپاک ہوجائے گا' اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آکر تو دیکھ! تیری گندگی بھی صاف ہوجائے گی اور میرا کچھ نہیں بگڑے گا' ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہوجاتا ہے؟ دریا گندا ہوجاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کردیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہوجائے۔ غرضیکہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہوکر آئیں' اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ آپس کے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کریں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی وہ والدین کا نافرمان ہے' یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہی' انہی کا

نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم و بیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا وہ اس سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ پھر اس کی سردی و گرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا۔ اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی۔ صاحب بہادر بیمار ہوگئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں پر کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کر سکتی' حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہو جائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں (مشکوٰۃ ص۴۲۱)۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے' صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا' اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے' اور زیادہ پاکیزہ ہے (مشکوٰۃ ص۴۲۱)۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایتیں اور رحمتیں ہمارے پیمانہ عقل و فہم سے بالاتر ہیں' روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے۔ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو کوئی بعید نہیں۔ اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا سخت ہے' ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں آپؐ سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا' تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا' پھر اس کو لازم پکڑ کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ الجنۃ تحت اقدام الامہات (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۲۱)۔ "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔" ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں' سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دے دیتے ہیں (مشکوٰۃ ص۴۲۱)۔ میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی' چنانچہ فرمانبرداروں کو پنپتے دیکھا اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل و خوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دارالجزا نہیں' جزا و سزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔ جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں' یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے' ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کر دیتے ہیں' ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی' لیکن ظلم' قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کی "سزا" دنیا میں نقد ملتی ہے' اور ظالم' قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور

اس زمانے میں تو والدین کی عزت و آبرو کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں' بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے۔ مرحوم اکبر الہ آبادی کے بقول :

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہمارے اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادیت کی تعلیم ہے' اور یہ انسانیت کی تعلیم نہیں بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے۔ پس جب انسانیت مفقود اور انسانیت کی تعلیم مفقود تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصہ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے (آمین)۔

گناہ کے کام میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں

میں اپنے عزیز بچوں کو نوجوانوں کو بطور خاص نصیحت کرتا ہوں کہ والدین کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر وہ ظلم کریں' ستائیں' زیادتی کریں' تب بھی تم خاموش رہو' تم کوئی گستاخی کا لفظ نہ کہو' بلکہ صبر و تحمل سے کام لو' وہ گالی نکالیں' برا بھلا کہیں' تب بھی پلٹ کر جواب نہ دو' بلکہ سر جھکائے خاموش رہو۔ لیکن اگر وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ قرآن کریم میں ہے :

وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما یعنی "اگر وہ (تیرے والدین) تجھ کو مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ایسی شخصیت کو جس کا تجھ کو علم نہیں تو اس کا کہنا نہ مانو۔" اور حدیث شریف میں ہے :

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ یعنی "اللہ کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں" شوہر بیوی کو کسی غلط کام کا حکم کرتا ہے تو ہرگز نہ مانے۔ والدین اولاد کو غلط بات کا حکم کرتے ہیں تو ہرگز نہ مانے' لیکن ان کی گستاخی بے ادبی بھی نہ کرے۔ یہ وہ پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ بعض لوگوں کو بزرگی کا "ہیضہ" ہو جاتا ہے۔ ماں باپ گناہ گار ہیں' نماز نہیں پڑھتے' روزہ نہیں رکھتے' حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے' اور یہ پکا صوفی ہے' اب والدین کو نظر حقارت سے دیکھے گا' ایسا ہرگز نہ کرو کہ یہ غلط بات ہے' ان کی خیر خواہی کی کوشش کرتے رہو' ادب و احترام کے ساتھ ان کو سمجھاؤ' اگر تمہارا کسی طرح بس نہیں چلتا تو اتنا تو بس چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے گڑگڑا کر دعا کرو۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل نہیں ہو اور تمہارے والدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ وہ دھکے دے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال رہا ہے کہ نکل جا یہاں سے' میرے گھر سے' دفع ہو جا' جواب میں اس کو اتنا فرمایا سا ستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا وہ مجھ پر بڑا شفیق ہے۔ تمہیں گھر سے نکال دیں اف نہ کرو۔ باقی اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ایک پہلو ہے' دوسرا پہلو میں نے ذکر نہیں کیا' وہ یہ کہ والدین کو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تمہارے ماں باپ تو جہنم کے راستے پر چل رہے ہیں' لیکن وہ چاہتے ہیں کہ وہ اکیلے نہ جائیں بالکل تم کو بھی ساتھ لے کر جائیں اگر ان کی گستاخی کرو گے' یا ناجائز کام میں ان کی بات پر عمل کرو گے تو انشاء اللہ دونوں سیدھے پہنچو گے۔ اگر والدین اولاد پر ظلم کرتے ہیں ان کو ناجائز بات کا حکم کرتے ہیں تو انشاء اللہ سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ لیکن اولاد اگر والدین کی گستاخی کرتی ہے' بے ادبی کرتی ہے' ان پر ہاتھ اٹھا لیتی ہے' تو یہ والدین سے بھی پہلے جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے والدین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے۔ اتنا بڑا گناہ ہے کہ شب قدر میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

قطع رحمی کا گناہ

اور تیسرا شخص "قطع رحمی" کرنے والا جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ ایسا شخص دنیا میں ہی اپنی سزا پاتا ہے' اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے لا یدخل الجنۃ قاطع قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کر دیتا ہے' دنیا کے آرام اور چین سے بھی اور شب قدر میں بخشش سے بھی۔ نعوذ باللہ۔

کینہ پروری کا گناہ

اور چوتھا وہ آدمی جس کے دل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو۔ ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے۔ صرف پاک لوگ جائیں گے۔ اور پاک ہونے کی آسان صورت ہے کہ توبہ کر لو۔ میں نے ابھی کہا کہ اسی (۸۰) سال کا کافر و مشرک بے ایمان سچے دل سے تائب ہو جائے تو اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے' آکر توبہ کرے' اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کو

بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے' جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مسافر سفر پر جا رہا تھا' صحرا کا سفر تھا' اس کی سواری کے اونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا' کھانا پانی' دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو اونٹ غائب۔ ادھر ادھر دیکھا کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ اب بیابان ہے' جنگل ہے' صحرا ہے' ریگستان ہے' اس میں سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان کے صحرا میں چلوں گا کہ تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا۔ بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مرجاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آکر پھر لیٹ گیا۔ اب تو موت سامنے آگئی۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اونٹ اس کے سامنے موجود ہے' اوپر توشہ اور سامان سارا موجود ہے۔ اس کو اتنی مسرت ہوئی۔ اتنی خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا کہ اللھم انت عبدی و انا ربک اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اخطا من شدۃ الفرح کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ الٹ معاملہ کر دیا۔ کہنا تو یہ تھا کہ یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تو میرا رب ہے۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اونٹ واپس فرما دیا۔ تو آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو جتنی خوشی ہوئی اور خوشی سے پاگل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ایک جہاد میں آنحضرت ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' دریافت فرمایا' کون لوگ ہو؟ عرض کیا' ہم مسلمان ہیں۔ ایک خاتون آگ جلا رہی تھی۔ آگ بھڑکی تو بچے کو ہٹا دیتی' وہی خاتون آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی' عرض کیا' آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا' ہاں! عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ فرمایا' بلاشبہ! عرض کیا' کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟ فرمایا' بے شک! عرض کیا' میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی' اس خاتون کی بات سنی تو آنحضرت ﷺ سر جھکا کر رونے لگے' پھر سر اٹھا کر اس سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے سرکش کو' جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے' اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے (لا الہ الا اللہ کہنے) سے انکار کر دے (مشکوٰۃ ص ۲۰۸)۔ الغرض تمام ماؤں کی ممتا جمع کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچتی۔ جتنی بندوں سے اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے' اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیں تو اس کا کیا علاج ہے۔ ورنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں۔ تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں' اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کر رہا ہے۔ ھل من مستغفر فاغفرلہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں۔ تو اس سے بخشش مانگو۔ تاکہ تم کو بخش دیا جائے لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو' سچی توبہ کرو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے : یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یعنی "اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔" اگر سچی توبہ کے بغیر مرگئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤ گے' قبر میں پاک کئے جاؤ گے' قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہو گے' اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کر کے یہیں پاک ہو جاؤ۔ کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کر کے لے جائیں گے' تو کیا اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کر کے یہیں سے پاک ہو کر جائیں۔ پوری ندامت کے ساتھ دل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لیں۔ ایک حدیث سناتا ہوں ایک دن حضرت عائشہؓ ام المومنین عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں' دعا لمبی ہو گئی اور وہ مسلسل مانگ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے' ان کو آنحضرت ﷺ سے خلوت میں بات کرنی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا' عائشہؓ تم ایک طرف ہو جاؤ' دعا چھوڑ دو' ہم تمہیں ایک دعا بتائیں گے' وہ کر لینا' کافی ہو جائے گی۔ انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہو گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلوت میں مشورہ کیا' وہ رخصت ہو کر چلے گئے اور حضرت عائشہؓ آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرمایا' ہاں! تمہیں دعا سکھا دیتے ہیں' تم یہ دعا کیا کرو۔

اللھم انی اسئلک من خیر ما سالک منہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اعوذ بک من شر ما استعاذک منہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم "یا اللہ آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں میں بھی مانگتی ہوں۔ اور آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔" بس دعا مکمل ہو گئی' گویا آنحضرت ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں جتنی دعائیں کیں وہ پرچہ بنا کر دے دیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اس دعاؤں کے پرچے کے نیچے دستخط کر دو۔ پرچہ پہلے سے چھپا ہوا ہے' نیچے تمہارے دستخط ہو گئے تو وہ ساری دعائیں تمہاری طرف سے ہو گئیں' اور اللہ تعالیٰ ان کو منظور فرمائیں گے' تو جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو' اور خیر کی چیزیں مانگا کرو' اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہے' اور تمام شرور و فتن سے پناہ مانگا کرو خاص طور پر وہ فتن و شر کی چیزیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے' بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو' لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو' اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرما دیں تو اس کے طفیل میں دنیا خود بخود درست ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے' لہٰذا اس سے آخرت مانگو' آخرت کی نعمتیں مانگو' آخرت کی دولتیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو' اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو۔ اللہ تعالیٰ سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو مانگو۔ وہ جب تم سے راضی ہو جائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ وہ جو میں نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی تھی اس میں یہ وعدہ موجود ہے' یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا "اے ایمان والو اس کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔" عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم "تمہارے رب سے یہ توقع ہے کہ تمہاری سیئات دور کر دے گا جتنی برائیاں ہیں تم سے سب دور کر دے گا۔" و یدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھار "اور تم کو داخل کرے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔" یوم لا یخزی النبی والذین امنوا معہ "جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو اور جو لوگ کہ آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ ان کو رسوا نہیں فرمائے گا" یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ اصل مقصود اہل ایمان کے رسوا نہ ہونے کو ذکر کرنا ہے' مگر اس بلاغت کے قربان جایئے کہ پہلے آنحضرت ﷺ کا ذکر فرمایا' پھر آپ کی معیت میں اہل ایمان کا' گویا تنبیہ فرما دی کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کا قیامت کے دن رسوا نہ ہونا یقینی ہے۔ اسی طرح آپ کے طفیل میں اہل ایمان بھی یقیناً رسوا نہ ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرو' اور اللہ سے بخشش مانگ لو۔ حدیث شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب لیں گے' تو اس کے اوپر اپنا پردہ ڈال دیں گے۔ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو گا' قیامت کے دن کی بھری محفل ہے' حشر کا میدان ہے' اولین و آخرین جمع ہیں' لیکن اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے۔ اذکر یوم کذا و کذا "یاد کر تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے' بندہ اقرار کرتا جائے گا' اقرار کے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہو گا اور سمجھے گا کہ میں تو ہلاک ہو گیا' مارا گیا' آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انی سترتھا علیک فی الدنیا انا اغفرھا لک الیوم "میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کا پردہ رکھا تھا کہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے' اور آج تیرے ان گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں۔ جاؤ! کسی کو پتہ ہی نہیں چلا' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا نہ فرمائیں گے۔ ہم نے تو معاملہ اللہ کے ساتھ بگاڑا ہوا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے

باقی ص ۱۴ پر

اعتکاف کے مسائل

س..... اعتکاف کیوں کرتے ہیں اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

ج..... رمضان المبارک کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اس لئے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر مسلمان کو اس سنت کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور کریم آقا کے دروازے پر سوالی بن کر بیٹھ جانا بہت ہی بڑی سعادت ہے۔ یہاں اعتکاف کے چند مسائل لکھے جاتے ہیں۔ مزید مسائل حضرات علمائے کرام سے دریافت کرلئے جائیں۔

۱۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف [illegible] کفایہ ہے اگر محلے کے کچھ لوگ اس سنت کو ادا کریں تو مسجد کا حق جو اہل محلہ پر لازم ہے ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مسجد خالی رہی اور کوئی شخص بھی اعتکاف میں نہ بیٹھا تو سب [illegible] لائق عتاب ہوں گے اور مسجد کے اعتکاف سے خالی رہنے کا وبال پورے محلے پر پڑے گا۔

۲۔ جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو اس میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا چاہئے اور اگر مسجد ایسی ہو جس میں پنج وقتہ نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس میں نماز باجماعت کا انتظام کرنا اہل محلہ پر لازم ہے۔

۳۔ عورت اپنے گھر میں ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کرکے وہاں اعتکاف کرے اس کو مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا ثواب ملے گا۔

۴۔ اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت' درود شریف' ذکر و تسبیح' دینی علم سیکھنا اور سکھانا اور انبیاء کرام علیہم السلام' صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے حالات پڑھنا سننا اپنا معمول رکھے' بے ضرورت بات کرنے سے احتراز کرے۔

۵۔ اعتکاف میں بے ضرورت اعتکاف کی جگہ سے نکلنا جائز نہیں ورنہ اعتکاف باقی نہیں رہے گا۔

(واضح رہے کہ اعتکاف کی جگہ سے مراد وہ پوری مسجد ہے جس میں اعتکاف کیا جائے' خاص وہ جگہ مراد نہیں جو مسجد میں اعتکاف کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہے)

۶۔ پیشاب پاخانہ اور غسل جنابت کے لئے باہر جانا جائز ہے اسی طرح اگر گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانا کھانے کے لئے گھر جانا بھی جائز ہے۔

۷۔ جس مسجد میں معتکف ہے اگر وہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جانا بھی درست ہے مگر ایسے وقت جائے کہ وہاں جاکر تحیۃ المسجد اور سنت پڑھ سکے' اور نماز جمعہ سے فارغ ہوکر فوراً اپنے اعتکاف والی مسجد میں واپس آجائے۔

۸۔ اگر بھولے سے اپنے اعتکاف کی مسجد سے نکل گیا تب بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

۹۔ اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت کرنا ہاں اگر کوئی غریب آدمی ہے کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں وہ اعتکاف میں بھی خرید و فروخت کرسکتا ہے مگر خرید و فروخت کا سامان مسجد میں لانا جائز نہیں۔

۱۰۔ حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا درست نہیں۔ ہاں اگر ذکر اور تلاوت وغیرہ کرتے کرتے تھک جائے تو آرام کی نیت سے چپ بیٹھنا صحیح ہے۔

بعض لوگ اعتکاف کی حالت میں بالکل ہی کلام نہیں کرتے بلکہ سرمنہ لپیٹ لیتے ہیں اور اس چپ رہنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اچھی باتیں کرنے کی اجازت ہے۔ ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے۔ اسی طرح فضول اور بے ضرورت [illegible] نہ کرے بلکہ ذکر و عبادت اور تلاوت و تسبیح میں اپنا وقت [illegible] رے۔ خلاصہ یہ کہ محض چپ رہنا کوئی عبادت نہیں۔

۱۱۔ رمضان المبارک [illegible] دن کا اعتکاف پورا کرنے [illegible] لئے ضروری ہے کہ [illegible] تاریخ کو سورج [illegible] پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے کیونکہ بیسویں تاریخ [illegible] غروب ہوتے ہی آخری عشرہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس اگر سورج غروب ہونے کے بعد چند لمحے بھی اعتکاف کی نیت کے بغیر گزر گئے تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا۔

۱۲۔ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ پس اگر خدانخواستہ کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو اعتکاف مسنون بھی جاتا رہا۔

۱۳۔ معتکف کو کسی کی بیمار پرسی کی نیت سے مسجد سے نکلنا درست نہیں ہاں اگر اپنی طبعی ضرورت کے لئے باہر گیا تھا اور چلتے چلتے بیمار پرسی بھی کرلی تو صحیح ہے۔ مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔

۱۴۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف تو مسنون ہے۔ ویسے مستحب یہ ہے کہ جب بھی آدمی مسجد میں جائے تو جتنی دیر مسجد میں رہنا ہو اعتکاف کی نیت کرلے۔

۱۵۔ اعتکاف کی نیت دل میں کرلینا کافی ہے اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں اور اسکی نیت کے الفاظ زبانی کہنا ضروری نہیں

س..... اب ماہ رمضان کا مہینہ ہے میں نے اعتکاف میں بیٹھنا ہے آخری ۱۰دن' پوچھنا یہ ہے (۱) اعتکاف کی نیت کیسے کرنی چاہئے۔ (۲) اعتکاف کتنی قسموں کا ہوتا ہے (۳) اگر اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں چلا جائے اور اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو حاجت سے فارغ ہوکر دوبارہ نیت کرنی چاہئے یا نہیں؟

ج..... اعتکاف کی نیت یہی ہے کہ اعتکاف کے ارادے سے آدمی مسجد میں داخل ہو جائے اگر زبان سے بھی کہہ لے کہ مثلاً "میں دس دن کے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں تو بہتر ہے (۲) رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت ہے باقی دنوں کا اعتکاف نفل ہے اور اگر کچھ دنوں کے اعتکاف کی منت مان لی ہو تو ان دنوں کا اعتکاف واجب ہو جاتا ہے۔ پس اعتکاف کی تین قسمیں ہیں واجب' سنت اور نفل (۳) اگر رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اعتکاف کیا ہو تو ایک بار کی نیت کافی ہے اپنی ضروری حاجات سے فارغ ہوکر جب مسجد میں آئے تو دوبارہ نیت کرنا ضروری نہیں۔

آخری عشرہ کے علاوہ اعتکاف مستحب ہے

س..... ماہ مبارک میں اعتکاف کے لئے آخری عشرہ مختص ہے۔ کیا ۱۰ رمضان سے بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ نے غالباً ۲ھ میں ۱۰ر رمضان سے اعتکاف فرمایا تھا؟

ج..... رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص پورے رمضان المبارک کا اعتکاف کرے تو یہ اعتکاف مستحب ہے۔ بلکہ غیر رمضان میں بھی روزہ کے ساتھ نفلی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ ۱ھ میں آخری عشرہ کا اعتکاف نہیں کرپائے تھے۔ اس لئے ۲ھ میں بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔

اعتکاف ہر مسلمان بیٹھ سکتا ہے

س..... اعتکاف کے واسطے ہر شخص مسجد میں بیٹھ سکتا ہے یا صرف بزرگ؟

ج..... اعتکاف ہر مسلمان بیٹھ سکتا ہے۔ لیکن نیک اور عبادت گزار لوگ اعتکاف کریں تو [illegible] حق زیادہ ادا کریں گے۔

کس عمر کے لوگوں کو اعتکاف کرنا چاہئے

س..... عام تاثر یہ ہے کہ اعتکاف میں صرف بوڑھے اور عمر رسیدہ افراد کو ہی بیٹھنا چاہئے۔ اس خیال میں کہاں تک

صداقت ہے؟

ج..... اعتکاف میں جوان اور بوڑھے سب بیٹھ سکتے ہیں چونکہ بوڑھوں کو عبادت کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے اس لئے سن رسیدہ لوگ زیادہ اہتمام کرتے ہیں' اور کرنا چاہئے۔

عورتوں کا اعتکاف بھی جائز ہے

س..... میں صدق دل سے یہ چاہتی ہوں کہ اس رمضان میں اعتکاف بیٹھوں برائے مہربانی عورتوں کے اعتکاف کی شرائط اور طریقے سے آگاہ کریں۔

ج..... عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ کو یا کوئی اور جگہ مناسب ہو تو اس کو مخصوص کر کے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کر کے عبادت میں مصروف ہو جائے سوائے حاجات شرعیہ کے اس جگہ سے نہ اٹھے اگر اعتکاف کے دوران عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو اعتکاف ختم ہو جائے گا کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

جس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں بھی اعتکاف جائز ہے

س..... جس مسجد میں جمعہ ادا نہ کیا جاتا ہو وہاں اعتکاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

ج..... جامع مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے تاکہ جمعہ کے لئے مسجد چھوڑ کر جانا نہ پڑے' اور اگر دوسری مسجد میں اعتکاف کرے تو جامع مسجد اتنی دیر پہلے جائے کہ خطبہ سے پہلے تحیۃ المسجد اور سنتیں پڑھ سکے۔ اور جمعہ سے فارغ ہو کر فوراً اپنی اعتکاف والی مسجد میں آ جائے' جامع مسجد میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے' لیکن اگر وہاں زیادہ دیر ٹھہر گیا تب بھی اعتکاف فاسد نہیں ہو گا۔

قرآن شریف مکمل نہ کرنے والا بھی اعتکاف کر سکتا ہے

س..... ایک شخص جس نے قر[illegible] شریف مکمل نہیں کیا یعنی چند پارے پڑھ کر چھوڑ دیئے مجبوری کے تحت کیا وہ شخص اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے؟

ج..... ضرور بیٹھ سکتا ہے' اس کو قرآن مجید بھی ضرور مکمل کرنا چاہئے۔ اعتکاف میں اس کا بھی موقع ملے گا۔

ایک مسجد میں جتنے لوگ چاہیں اعتکاف کر سکتے ہیں

س..... [illegible] مسجد میں صرف ایک اعتکاف ہو سکتا ہے یا ایک سے زائد بھی؟

ج..... ایک مسجد میں جتنے لوگ چاہیں اعتکاف بیٹھیں اگر سارے محلے والے بھی بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں۔

معتکف پوری مسجد میں جہاں چاہے سو یا بیٹھ سکتا ہے

س..... حالت اعتکاف میں جس مخصوص کونہ میں پردہ لگا کر بیٹھ جاتا ہے کیا دن کو یا رات کو وہاں سے نکل کر مسجد کے کسی پنکھے کے نیچے سو سکتا ہے یا نہیں؟ معتکف کسے کہتے ہیں اس مخصوص کونہ کو جس میں بیٹھا جاتا ہے یا پوری مسجد کو معتکف کہا جاتا ہے؟ اور بعض علماء سے سنا ہے کہ دوران اعتکاف بلا ضرورت گرمی دور کرنے کے لئے غسل کرنا بھی درست نہیں' کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر بحالت ضرورت مسجد سے نکل کر جائے' اور کسی شخص سے باتوں میں لگ جائے' تو کیا ایسی حالت میں اعتکاف ٹوٹے گا یا نہیں؟

ج..... مسجد کی خاص جگہ جو اعتکاف کے لئے تجویز کی گئی ہو اس میں مقید رہنا کوئی ضروری نہیں' بلکہ پوری مسجد میں جہاں چاہے دن کو یا رات کو بیٹھ سکتا ہے اور سو سکتا ہے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کی نیت سے مسجد سے نکلنا جائز نہیں' البتہ اس کی گنجائش ہے کہ کبھی استنجا وغیرہ کے تقاضے سے باہر جائے تو وضو کے بجائے دو چار لوٹے پانی کے بدن پر ڈال لے' معتکف کو ضروری تقاضوں کے علاوہ مسجد سے باہر نہیں ٹھہرنا چاہئے' بغیر ضرورت کے اگر گھڑی بھر بھی باہر رہا تو امام صاحبؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا' اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا' حضرت امامؒ کے قول میں احتیاط ہے اور صاحبینؒ کے قول میں وسعت اور گنجائش ہے۔

اعتکاف میں چادریں لگانا ضروری نہیں

س..... کیا اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے جو چاروں طرف چادریں لگا کر ایک حجرہ بنایا جاتا ہے۔ ضروری ہے یا اس کے بغیر بھی اعتکاف ہو جاتا ہے؟

ج..... چادریں معتکف کی تنہائی و یکسوئی اور آرام وغیرہ کے لئے لگائی جاتی ہیں ورنہ اعتکاف ان کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔

[illegible] کے دوران گفتگو کرنا

س..... [illegible] کے دوران گفتگو کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کی جا سکتی ہے [illegible] گفتگو کی نوعیت بتائیں؟

ج..... اعتکاف میں دینی گفتگو کی جا سکتی ہے اور بقدر ضرورت دنیوی بھی۔

اعتکاف کے دوران مطالعہ کرنا

س..... دوران اعتکاف تلاوت کلام پاک کے علاوہ سیرت اور فقہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے؟

ج..... تمام دینی علوم کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اعتکاف کے دوران قوالی سننا اور ٹیلی ویژن دیکھنا اور دفتری کام کرنا

س..... مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کی مسجد جو کہ مہران شوگر ملز ٹنڈو الہ یار ضلع حیدر آباد کی کالونی میں واقع ہے' اس مسجد میں ہر سال رمضان شریف میں ہماری مل کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر صاحب (جو کہ ظاہری طور پر انتہائی دیندار آدمی ہیں) اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن ان کے اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جس گوشہ میں بیٹھتے ہیں وہاں گاؤ تکیہ اور قالین کے ساتھ ٹیلیفون بھی لگوا لیتے ہیں جو کہ اعتکاف مکمل ہونے تک وہیں رہتا ہے اور موصوف سارا دن اعتکاف کے دوران اسی ٹیلیفون کے ذریعہ تمام کاروبار اور مل کے معاملات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام دفتری کارروائی' فائلیں وغیرہ مسجد میں منگوا کر ان پر نوٹ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف ٹیپ ریکارڈ لگوا کر مسجد میں ہی قوالیوں کے کیسٹ سنتے ہیں جبکہ قوالیوں میں ساز بھی شامل ہوتے ہیں۔ کیا مسجد میں اس کی اجازت ہے کہ قوالی سنی جائے؟ اس کے علاوہ موصوف مسجد میں ٹیلی ویژن سیٹ بھی رکھوا کر ٹیلی کاسٹ ہونے والے تمام دینی پروگرام بڑے ذوق شوق سے دیکھتے ہیں۔ اور موصوف کے ساتھ ان کے نوکر وغیرہ بھی خدمت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ ہماری کالونی کے متعدد نمازی موصوف کی ان حرکتوں کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے۔ کیا ان نمازیوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

ج..... اعتکاف کی اصل روح یہ ہے کہ اتنے دنوں کو خاص انقطاع الی اللہ میں گزاریں اور حتی الوسع تمام دنیوی مشاغل بند کر دیئے جائیں۔ تاہم جن کاموں کے بغیر چارہ نہ ہو ان کا کرنا جائز ہے۔ لیکن مسجد کو اتنے دنوں کے لئے دفتر میں تبدیل کر دینا بے جا بات ہے اور مسجد میں گانے بجانے کے آلات بجانا یا ٹیلی ویژن دیکھنا حرام ہے جو نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہے۔ آپ کے ڈائریکٹر صاحب کو چاہئے کہ اگر اعتکاف کریں تو شاہانہ نہیں فقیرانہ کریں اور محرمات سے احتراز کریں ورنہ اعتکاف ان کے لئے کوئی فرض نہیں۔ خدا کے گھر کو معاف کریں۔ اس کے تقدس کو پامال نہ کریں۔

معتکف کا مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر محض سستی دور کرنے کے لئے غسل کرنا

س..... کیا حالت اعتکاف میں معتکف (مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر) [illegible] پانی میں صرف سستی اور جسم کے بوجھل پن کو دور کرنے کے لئے غسل کر سکتا ہے۔ اور کیا اس سے اعتکاف سنت ٹوٹ جاتا ہے' جبکہ یہ غسل مسجد کے حدود کے اندر ہو' اور کیا اس سے مسجد کی بے ادبی تو نہیں ہوتی؟

ج..... غسل اور وضو سے [illegible] کرنا جائز نہیں' اگر صحن پختہ ہے' اور وہاں سے پانی باہر نکل جاتا ہے تو گنجائش ہے کہ کونے میں بیٹھ کر نہا لے' اور پھر جگہ کو صاف کر دے۔

معتکف کے لئے غسل کا حکم

س..... ہمارے محلہ کی مسجد میں دو آدمی اعتکاف میں بیٹھے تھے زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے وہ مسجد کے غسل خانہ میں غسل کرتے تھے۔ ایک صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح

غسل کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

ج...... ٹھنڈک کے لئے غسل کی نیت سے جانا معتکف کے لئے جائز نہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب پیشاب کا تقاضا ہو تو پیشاب سے فارغ ہو کر غسل خانے میں دو چار لوٹے بدن پر ڈال لیا کریں جتنی دیر میں وضو ہوتا ہے اس سے بھی کم وقت میں بدن پر پانی ڈال کر آجایا کریں الغرض غسل کی نیت سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں طبعی ضرورت کے لئے جائیں تو بدن پر پانی ڈال سکتے ہیں۔ اور کپڑے بھی مسجد میں اتار کر جائے تاکہ غسل خانے میں کپڑے اتارنے کی مقدار بھی ٹھہرنا نہ پڑے۔

بلاعذر اعتکاف توڑنے والا عظیم دولت سے محروم ہے مگر قضا نہیں

س...... اگر کوئی شخص رمضان کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں بیٹھتا ہے مگر بلا کسی عذر کے یا عذر کی وجہ سے اٹھ جائے تو قضا لازم ہے یا نہیں؟

ج...... رمضان مبارک کے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف شروع کرکے درمیان میں چھوڑ دیا تو اس کی قضا میں تین قول ہیں۔

اول یہ کہ رمضان مبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو توڑ دے تو اس کی قضا نہیں۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ اس عظیم دولت سے محروم رہا عام کتابوں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

دوم یہ کہ نفل عبادت شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہے اور چونکہ ہر دن کا اعتکاف ایک مستقل عبادت ہے اس لئے جس دن کا اعتکاف توڑا صرف اسی ایک دن کی قضا لازم ہے بہت سے اکابر نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔

سوم یہ کہ اس نے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا التزام کیا تھا چونکہ اس کو پورا نہیں کیا اس لئے ان تمام دنوں کی قضا لازم ہے۔ یہ شیخ ابن ہمام کی رائے ہے۔

اعتکاف کی منت پوری نہ کرسکے تو کیا کرنا ہوگا؟

س...... میں نے ایک منت [illegible] کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں اعتکاف [illegible] بیٹھوں [illegible] اس طرح نہ کرسکا تو مجھے بتایئے کہ میں اس [illegible] میں [illegible] کہ میری یہ منت [illegible] باقی دو روزے نہ رکھے [illegible] کتنے فقیروں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

ج...... (۱) [illegible] نے جتنے دن [illegible] اعتکاف کی [illegible] تھی [illegible] نے دن اعتکاف میں بیٹھنا آپ پر واجب ہے اور اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا اس لئے ساتھ روزے رکھنا بھی واجب ہیں۔ [illegible] تک آپ پر [illegible] ادا نہیں کریں گے آپ [illegible] رہے گا اور اگر اس طرح بغیر کئے مرگئے تو قدرت کے باوجود واجب روزوں کے ادا نہ کرنے کی سزا بھگتنا ہوگی۔ اور آپ کے ذمہ روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت بھی لازم ہوگی۔ (۲) جتنے دن کے روزوں کی منت مانی تھی اتنے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے اس کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اگر آپ اتنے بوڑھے ہوگئے ہوں کہ روزہ نہیں رکھا جاسکتا یا ایسے دائمی مریض ہوں کہ شفا کی امید ختم ہو چکی ہے تو آپ ہر روزے کے عوض کسی محتاج کو دو وقت کھانا کھلا دیجئے یا صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا نقد روپے دے دیجئے۔

اپیل

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ (رجسٹرڈ) ایک عرصہ سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ زکوٰۃ صدقات خیرات اور عطیہ سے امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(مولانا) عبدالرحیم مہتمم مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن بخاری چوک شکر گڑھ ضلع نارووال
پنجاب پاکستان

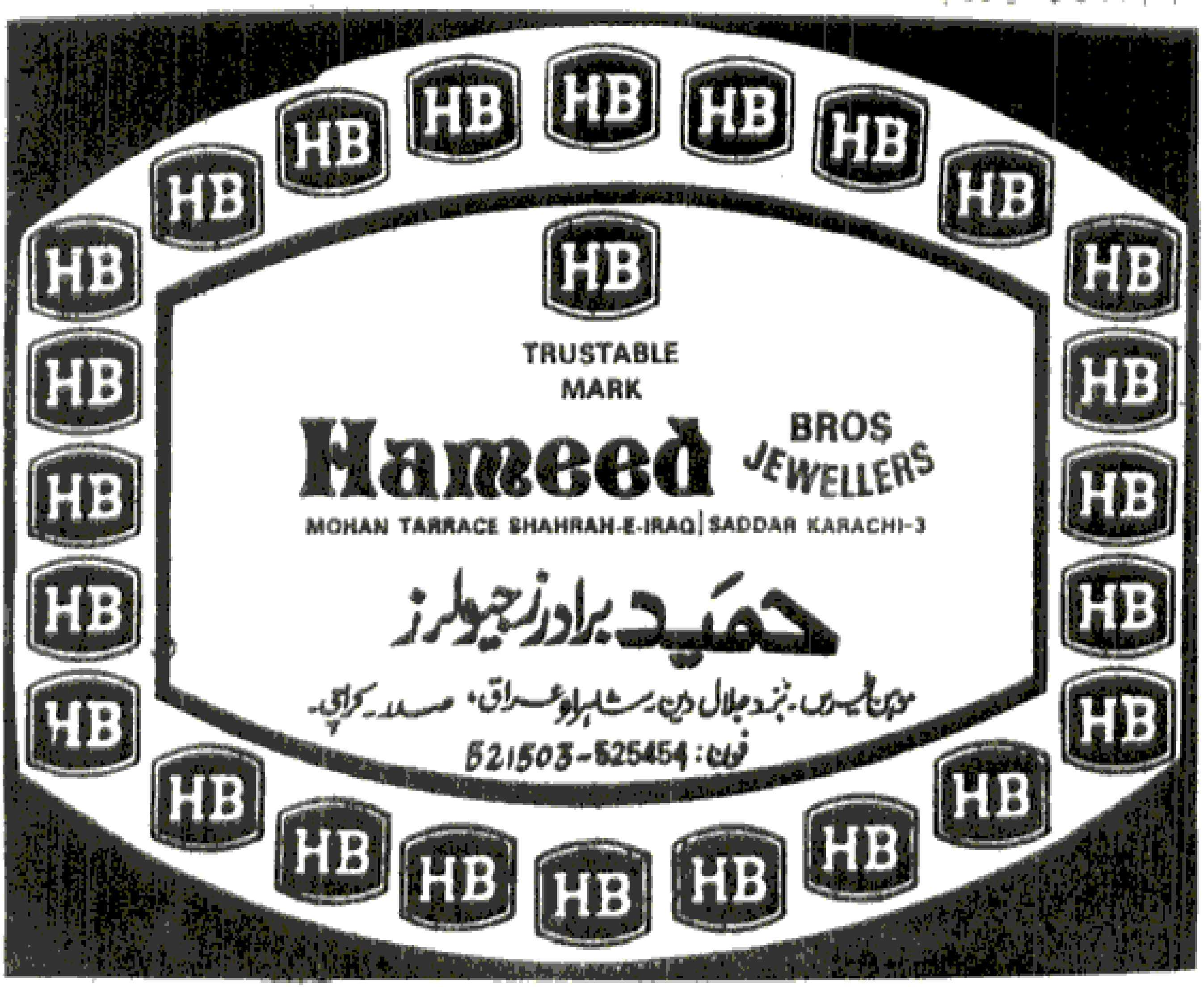

مولانا محمد تقی عثمانی

دینی مدارس

دین کی بقاء کے مضبوط قلعے

حضرات علماء کرام' طالب علم ساتھیو' معزز حاضرین

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

میرے استاذ مکرم شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود صاحب دامت برکاتہم عالیہ کے درس کے بعد میری لب کشائی تو مناسب نہیں تھی کہ حضرت کے درس کے بعد کسی اور بات کی گنجائش نہیں لیکن خود حضرت نے ہی حکم فرمایا کہ کچھ کلمات عرض کروں اور معمول بھی یہ رہا ہے کہ ختم بخاری کے اس موقع پر میرے برادر بزرگ صدر دارالعلوم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم العالی کچھ بیان فرمایا کرتے ہیں۔ وہ اتفاق سے اس وقت سفر پر ہیں' اس لئے حضرت کا ارشاد ہوا کہ ان کی نیابت میں کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

گندم اگر بہم نہ رسد جو غنیمت است

اس لئے حضرت کی تعمیل ارشاد میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اللہ جل و جلالہ کا بے پایاں کرم و احسان ہے۔ اس کا شکر کسی طرح بھی ادا نہیں ہو سکتا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آج ہمیں اپنے دارالعلوم کی تعلیمی مصروفیات کو تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ مبارک درس جس میں ابھی اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو شرکت کی سعادت بخشی۔ یہ صحیح بخاری کا آخری درس تھا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اس روئے زمین پر سب سے زیادہ صحیح کتاب امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ہے اور حضرت والا دامت برکاتہم نے سارے سال از اول تا آخر اس کا درس طلباء کو عطا فرمایا۔ آج الحمدللہ یہ مبارک سلسلہ تکمیل تک پہنچا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دارالعلوم کے تعلیمی سال کا بھی اختتام ہوا۔ کیونکہ یہ آخری درس ہوتا ہے۔ دارالعلوم کے تمام دروس میں جس پر تعلیم کا سلسلہ اس سال کے لئے ختم ہو جاتا ہے' تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ سال کے شروع میں جب تعلیم کا آغاز ہوا تھا تو اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ کون اس کی تکمیل میں شریک ہو گا کون نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا کہ ان دروس کی تکمیل کریں اور اس کی توفیق عطا فرمائی اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کا کم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار انسان کی طاقت سے باہر ہے۔

وان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے آسان طریقہ پر اس بات کو یوں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا۔ انسان کے بس سے باہر ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہر انسان جب ایک سانس لیتا ہے تو ایک سانس میں اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں جمع ہیں۔ سانس کا اندر جانا ایک نعمت باہر آنا دوسری نعمت۔ کیونکہ اگر سانس اندر نہ جائے تو موت ہے اور اندر جانے کے بعد باہر نہ آئے تو موت ہے۔ تو سانس کا اندر جانا ایک نعمت اور باہر آنا دوسری نعمت اور ہر نعمت پر ایک شکر واجب تو ایک سانس میں اللہ تعالیٰ کے دو شکر واجب ہوتے ہیں۔ اب اگر انسان ایک سانس کی نعمت پر اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو صرف ایک سانس کی نعمت پر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا اور نعمتوں کی بات تو بعد میں ہے۔ تو اللہ جل جلالہ کی نعمتیں ہر آن ہر لمحے ہم سب پر بارشوں کی طرح برس رہی ہیں۔ شمار بھی ممکن نہیں ان تمام نعمتوں میں سب سے جلیل القدر نعمت۔ سب سے عظیم الشان نعمت جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی وہ ایمان کی نعمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں آپ کو اپنے فضل و کرم سے اس ایمان کی نعمت سے نوازا۔ ایمان کی نعمت عطا فرمائی۔ اس کی قدر و قیمت ہمیں آپ کو اس لئے معلوم نہیں ہوتی کہ ماں باپ سے وراثت میں مل گئی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی دوڑ دھوپ کرنی نہیں پڑی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی قربانی دینی نہیں پڑی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اس واسطے اس کی قدر و قیمت نہیں معلوم۔

اس کی قدر و قیمت پوچھئے بلال حبشی سے..... رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس کی قدر و قیمت پوچھئے صہیب رومی سے..... رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کی قدر و قیمت پوچھئے زید بن حارثہ سے..... رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جنہوں نے اس کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں سہیں' اذیتیں اٹھائیں' قربانیاں جھیلیں' تب جا کر یہ نعمت حاصل ہوئی تو اللہ جل جلالہ نے ہمیں گھر بیٹھے مسلمان گھرانے میں پیدا کر دیا اور گھر بیٹھے بغیر کسی مشقت کے یہ نعمت حاصل ہو گئی۔ اس لئے قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ ورنہ ساری نعمتوں پر سب سے زیادہ فوقیت رکھنے والی نعمت یہ ایمان کی نعمت ہے۔ پھر ایمان کے بعد سب سے عظیم نعمت اس کائنات میں' ایمان کے تقاضوں کے علم کی نعمت ہے۔ ایمان کیا تقاضا کرتا ہے۔ کیا مطالبات رکھتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان پر کیا فرائض و واجبات ہوتے ہیں۔ اس کا علم ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ہے۔

آج کی فضا میں طرح طرح کے نعرے' طرح طرح کے پروپیگنڈے' طرح طرح کے اعتراضات' ان مدارس دینیہ اور ان دارالعلوموں پر کئے جا رہے ہیں۔ اعتراضات کا ایک سیلاب ہے' طعنوں کا' تشنیعات کا' جو ان مدارس کی طرف بہایا جا رہا ہے۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بعض اوقات یہ تشنیعات کا سیلاب امڈا ہوا ہے۔ کچھ تو معاندین کی طرف سے ہے۔ جو دین کے دشمن' اسلام کے دشمن ہیں۔ جو اس روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے کلمے کے غلبے کے دشمن ہیں۔ وہ یہ پروپیگنڈہ پھیلاتے ہیں لیکن بعض اوقات اچھے خاصے پڑھے لکھے دین سے تعلق رکھنے والے بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں دانستہ یا نادانستہ۔ اور مدارس دینیہ اعزاز برائے کے بارے میں ان کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ مولوی بیچارہ ملامتی فرقہ ہے۔ جب کہیں دنیا میں کوئی خرابی ہوگی لوگ کسی نہ کسی طرح اس خرابی کو مولوی کے سر منڈھنے کی کوشش کریں گے۔ مولوی جو کام بھی کرے اس میں کوئی نہ کوئی اعتراض۔ کوئی نہ کوئی فتنہ۔ کوئی نہ کوئی شبہ۔ کوئی نہ کوئی طعنہ تشنیع نکالنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ مولوی بیچارہ اگر گوشہ نشین ہو۔ بیٹھ کر اللہ اللہ کر رہا ہے۔ قال اللہ' قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لگا ہوا ہے۔ گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کئے ہوئے ہے تو اعتراض یہ ہے کہ مولوی تو دنیا سے بے خبر ہے۔ دنیا کہاں جا رہی ہے اور ان کو بسم اللہ کے گنبد سے نکلنے کی فرصت نہیں۔ اگر کوئی مولوی بیچارہ گوشے سے نکل کر کسی کام کے لئے یا اصلاح کے لئے باہر نکل آئے تو اعتراض کہ دیکھئے جناب یہ مولوی صاحب ہیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ یہ مدرسہ اور مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے۔ انہوں نے سیاست اور حکومت کے معاملات میں دخل اندازی شروع کر دی۔ اس سے ان کا کیا تعلق۔ اگر مولوی بیچارے کے پاس مالی وسائل کا فقدان ہو اور فقر و فاقہ کا شکار ہو تو اعتراض۔ دیکھئے مولوی صاحب ہیں علماء کرام ہیں دنیا کس طرف جا رہی ہے۔ انہوں نے مدارس دینیہ میں اس کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ ان کے طلباء کے لئے مالی وسائل مہیا ہوتے۔ معاش کے ذرائع حاصل کرنے کی سہولت ہوتی۔ اب ان کے طلباء پڑھ کر کہاں جائیں گے۔ کیا کریں گے۔ کیسے ان کا گزارہ ہو گا۔ اگر

کسی مولوی یا عالم کے پاس پیسے زیادہ آ گئے تو اعتراض کر لیجئے صاحب مولانا صاحب ہیں۔ عالم دین ہیں۔ لکھ پتی اور کروڑ پتی ہیں۔ دنیا دار بنے ہوئے ہیں۔ علماء کرام کا مال اور دنیا سے کیا تعلق۔ غرض اس بیچارے مولوی کی کسی بھی حالت میں معافی نہیں۔ ہر حالت میں اس پر اعتراض اور طعنہ ضرور ہو گا۔ ایک قوم تو وہ ہے جو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ پروپیگنڈہ کر کے منظم طور پر علماء کرام' اہل علم' طلباء علوم دین کے لئے بدگمانیاں اور بدظنیاں پھیلانا چاہتی ہے۔ خوب سمجھ لیجئے۔ درحقیقت اس پروپیگنڈے کی پشت پر سوائے اسلام دشمنی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسلام دشمن اس بات کی حقیقت سے واقف ہیں کہ اس روئے زمین پر الحمدللہ اسلام کے تحفظ کے لئے جو ڈھال بنا ہوا ہے وہ یہی بوریہ نشینوں کا طبقہ ہے۔ انہی بوریوں پر بیٹھنے والوں نے اسلام کی حفاظت کے لئے ڈھال کا فریضہ انجام دیا ہے اور جانتے ہیں کہ جب تک یہ مولوی ملا اس روئے زمین پر موجود ہیں انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اس زمین سے اسلام کا بیج نہیں مٹایا جا سکتا اور یہ آنکھوں سے مشاہدہ ہے کہ جس جگہ یہ بوریہ پر بیٹھنے والے مولوی ختم ہو گئے وہاں ملاحظہ کر لیجئے کس طرح اسلام کا حلیہ بگاڑا گیا۔ کس طرح اسلام کے خلاف تحریفات کا بازار گرم ہوا اور کس طریقہ سے اسلام کا نام و نشان مٹانے کی سازشیں کامیاب ہوئیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہت دنیا دکھائی۔ عالم اسلام کے ایسے خطوں میں جانے کا بھی اتفاق ہوا جہاں ان مدارس دینیہ عربیہ کا بیج مار دیا گیا۔ ختم کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ کھلی آنکھوں یہ نظر آتا ہے کہ جس طرح کسی چرواہے کو قتل کر دینے کے بعد بھیڑوں کا کوئی نگہبان نہیں ہوتا اور بھیڑیئے انہیں چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں اسی طریقہ سے وہاں کے عام مسلمانوں کا عالم یہی ہو چکا ہے۔ میرا عراق کے مشہور شہر بغداد جانا ہوا۔ یہ وہ تاریخی شہر ہے جو صدیوں تک عالم اسلام کا پایہ تخت رہا۔ جہاں خلافت عباسیہ کا جاہ و جلال دنیا نے دیکھا۔ جہاں علوم و فنون کے بازار گرم ہوئے۔ علوم کی قندیلیں روشن ہوئیں۔ اس بغداد میں جب میں اس ترقی یافتہ دور میں پہنچا اور معلوم کیا کہ کوئی مدرسہ کوئی علوم دین کا مرکز جس میں قرآن و حدیث کے علوم کی تعلیم دی جاتی ہو اس کا کوئی نام و پتہ معلوم ہو تو میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ معلوم ہوا اس کا کوئی نام و نشان نہیں۔ اب سارے مدارس اسکولوں اور کالجوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اگر دین کی تعلیم ہے تو یونیورسٹیوں کے خاص اسلامی شعبے (فیکلٹیز) میں۔ ان میں ان علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان میں تعلیم دینے کی صورت اس طرح ہے کہ اساتذہ' پڑھانے والے دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ عالم تو کجا مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔ ان اداروں میں مخلوط تعلیم کا منظر۔ علوم دین حاصل کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسلام ایک نظریہ ہو کر رہ گیا۔ ایک ایسا فلسفہ جس کو ایک تاریخی نظریے اور فلسفے کے طور پر پڑھایا جا رہا ہے۔ زندگیوں میں اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ جیسے مستشرقین پڑھتے ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں امریکہ' یورپ اور کینیڈا کی یونیورسٹیوں میں۔ وہاں پر بھی اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلام پڑھایا جاتا ہے۔ وہاں پر حدیث' فقہ' تفسیر کی تشریحات سکھائی جاتی ہیں۔ ان کے مقالات کا اگر آپ مطالعہ کریں تو ایسی ایسی کتابوں کے نام نظر آئیں گے جن میں سے بہت سی کتابیں ہمارے عام علماء کرام کی نظروں سے گزری بھی نہیں ہوں گی۔ اتنی تحقیق کے ساتھ بظاہر کام ہوتا نظر آ رہا ہے۔ لیکن آخر وہ دین کی تعلیم کیا ہوئی جو انسان کو ایمان کی دولت بھی عطا نہ کر سکی۔ صبح سے لے کر شام تک اسلامی علوم کے سمندر میں غوطہ لگانے کے باوجود اس طرح تشنہ کام لوٹتے ہیں اور اس کے قطرے سے اپنا حلق بھی تر نہیں کرتے۔ جس طرح امریکہ' یورپ وغیرہ میں اسلام کی تعلیم ہو رہی ہے اسی طرح اسلامی ممالک میں یونیورسٹیاں ہیں۔ وہاں پر کلیتہ الشریعتہ کلیتہ اصول الدین ہے۔ اس میں پڑھایا جا رہا ہے۔ لیکن ان علوم کا زندگی پر کچھ اثر نظر آئے۔ یہ کہیں نظر نہیں آتا۔ اسلامی علوم کا بیج مار دیا گیا۔ اس کے باوجود میں نے پوچھا کہ اگر ایسے مدارس دینیہ نہ ہوں تو کوئی ایسے عالم جو پرانے طریقے کے ہوں جنہوں نے اسلامی علوم کو اپنی روح کے ساتھ حاصل کیا ہو میں ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کی زیارت ہو جائے تو پتہ چلا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس جو مسجد ہے اس مسجد میں ایک مکتب قرآن قائم ہے وہاں پر ایک استاد رہتے ہیں جنہوں نے قدیم طریقے سے تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کا اسم گرامی شیخ عبدالکریم المدرس۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا۔ زیارت کر کے معلوم ہوا کہ کسی عالم اور کسی اللہ والے کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے انہی بوریوں اور چٹائیوں پر بیٹھ کر روکھی سوکھی کھا کر موٹا جھوٹا پہن کر علوم دین حاصل کئے تھے۔ ان کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علوم شریعت کے انوار نظر آئے۔ ان کی صحبت میں چند لمحے بیٹھ کر معلوم ہوا کہ انسان جنت کی فضا میں آ گیا ہے۔ سلام دعا کے بعد انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ بتایا کہ کراچی سے۔ تعلیم کے متعلق پوچھا تو دارالعلوم کا تعارف کرایا۔ کتابوں کے بارے میں بتایا کہ فقہ تفسیر اور احادیث کی یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تو کتابوں کے نام سن کر ان کی چیخیں نکل گئیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ بے ساختہ بلند آواز سے رونے لگے اور فرمایا اب تک تمہارے ملک کے دینی مدارس میں یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ میں نے کہا الحمدللہ پڑھائی جاتی ہیں تو حسرت اور افسوس سے فرمانے لگے۔ ہم تو آج ان کتابوں کے نام سننے سے بھی محروم ہو گئے اور آج ان کا نام سن کر رونا آ گیا کہ یہ کتابیں تھیں جن کو پڑھ کر اللہ والے پیدا ہوا کرتے تھے۔ یہ کتابیں تھیں جو مسلمان پیدا کیا کرتی تھیں۔ مسلمان گر پیدا کیا کرتی تھیں۔ ہمارے ملک سے تو ان کا خاتمہ ہو گیا۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ میرا یہ پیغام اپنے ملک کے علماء کرام' مشائخ عظام اور مسلمانوں تک پہنچا دیجئے کہ خدا کے لئے ہر چیز کو برداشت کر لینا مگر اس طرز کے مدارس دینیہ کو ختم کرنا برداشت نہ کرنا۔ دشمنان اسلام چونکہ اس راز سے واقف ہیں کہ جب تک سیدھا سادا مولوی' جب تک یہ بوریہ پر بیٹھنے والا مولوی معاشرہ میں موجود ہے اس قوم کے دلوں سے ایمان کو کھرچا نہیں جا سکتا۔ اس واسطے دشمنان اسلام نے ان مدارس دینیہ کے خلاف پروپیگنڈہ پر اپنی تمام مشنری لگائی ہوئی ہے۔ شاعر مشرق اقبال مرحوم کے متعلق یہ باتیں تو بڑی مشہور ہیں کہ انہوں نے ملا کے بارے میں بڑے طنز آمیز کلمات اپنے اشعار میں کہے ہیں لیکن ایک جگہ ایک ایسی بات کہہ گئے جو انسان کو حقیقت تک کو پہنچانے والی ہے۔ انہوں نے انگریزوں اور دشمنان اسلام کی زبان سے ان کی ترجمانی کرتے ہوئے افغانستان کے بارے میں ایک شعر کہا۔

افغانیوں کی غیرت کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

افغانیوں کی اگر دینی غیرت کو تباہ کرنا اور ختم کرنا ہے تو ان کا واحد راستہ یہ ہے کہ ملا کو ان کے پہاڑوں اور باغوں سے نکال باہر کرو۔ جب تک یہ ملا بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت تک ان کے دلوں سے ایمانی غیرت کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ راز دشمن پہچانتا ہے۔ اس کے نتیجے میں طرح طرح کے پروپیگنڈے پھیلائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ چودہ سو سال پرانے لوگ ہیں۔ یہ دقیانوسی لوگ ہیں۔ یہ رجعت پسند لوگ ہیں۔ ان کو دنیا کے حالات کی خبر نہیں ہے۔ ان کو اس دنیا میں رہنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ ان کے پاس دنیاوی علوم و فنون نہیں ہیں اور آج یہ امت مسلمہ اور دنیا کو الٹا پہیہ چلا کر پیچھے لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس قسم کے نعرے بار بار لگائے جاتے رہے ہیں اور آج پھر ان کی صدائے بازگشت ہمارے ملک میں سنائی دے رہی ہے اور تو اور کہا جاتا ہے کہ یہ دینی مدارس اب دہشت گرد بن گئے۔ یہ دینی مدارس اب ترقی کے دشمن بن گئے۔ دہشت گردی کا طعنہ ان کے اوپر۔ بنیاد پرستی کا طعنہ ان کے اوپر۔ رجعت پسندی کا طعنہ ان کے اوپر۔ تنگ نظری کا طعنہ ان کے اوپر۔ ترقی کے دشمن ہونے کا طعنہ ان کے اوپر۔ ساری دنیا کے طعنوں کی بارش ان بیچارے مولویوں پر برسائی ہوئی ہے لیکن یہ مولوی ہے بڑا سخت جان۔ مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ مولوی بڑا سخت جان ہے۔ دنیا اس کے اوپر چاہے طعنوں کی بارش کر دے لیکن جب کوئی آدمی اس کوچہ میں داخل ہوتا ہے تو الحمدللہ کمر مضبوط کر کے داخل ہوتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ یہ تمام طعنے سننے پڑیں گے۔ اس کو پتہ ہے کہ ساری دنیا مجھے برا کہے گی۔ اس کے باوجود وہ طعنوں کا استقبال کر کے خوش آمدید کہتا ہوا داخل ہوتا ہے۔

جس کو ہو جان و دل عزیز
اس کی گلی میں جائے کیوں

اس گلی میں آتا ہی وہ ہے جس میں ان طعنوں کو برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے۔ یہ طعنے درحقیقت اگر اللہ تعالیٰ حقیقت بین نگاہ عطا فرمائے تو یہ داعی حق کے گلے کا زیور ہیں۔ اس کے سر کا تاج ہیں۔ یہ وہ طعنے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی سنے۔ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارثوں نے بھی سنے اور قیامت تک یہ طعنے دیئے جاتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے راستے پر رکھے۔ اپنے لئے اخلاص عطا فرمائے۔ اپنی رضا جوئی کی فکر عطا فرمائے تو یہ طعنے بے حقیقت ہیں اور ایک دن وہ آئے گا کہ جب یہ مولوی انشاء اللہ ثم انشاء اللہ یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوگا۔ وہ وقت آئے گا جب طعنے دینے والوں کے گلے بیٹھ جائیں گے۔ ان کی آواز دھیمی پڑ جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بے حقیقت اس بدنام زمانہ طبقے اور فرقے (علماء کرام) کو عزت و شوکت عطا فرمائے گا۔ عزت درحقیقت اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ مخلوق کے عطا کرنے سے عزت نہیں ملا کرتی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دینی مدارس ان تمام طعنوں کے طوفان میں الحمدللہ زندہ ہیں اور جب تک اللہ جل و جلالہ کو اس دین حق کی بقا منظور ہے اس وقت تک انشاء اللہ موجود رہیں گے۔ لوگ ہزار طعنہ دیا کریں ان کے طعنوں کی پرواہ نہیں۔ آج ہمارے ماحول میں یہ آوازیں بار بار اٹھتی ہیں کہ ان دینی مدارس کو بند کردو۔ ان کا سلسلہ ختم کردو۔ بہت سے لوگ بیچارے عناد اور ضد کے جذبے سے نہیں ہمدردی کے پیرائے میں ان نعروں کے ساتھ ہم آواز ہو جاتے ہیں۔

اصلاح کی غرض سے بعض اوقات اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری غرض تو ان مدارس کی اصلاح ہے اور مختلف مشورے دیتے ہیں۔ بعض احباب کہتے ہیں کہ ان طلباء کے کھانے پینے اور کمانے کا مستقبل میں کوئی ذریعہ نہیں۔ لہٰذا کوئی ہنر سکھانا چاہئے۔ بڑھئی کا کام سکھادو' لوہار کا کام سکھادو' کوئی صنعتی ہنر ان کے ہاتھ میں دے دو تاکہ یہ اپنی روزی کا بندوبست کرسکیں۔ اس سلسلے میں مختلف تجاویز پڑھ کر ہمارے پاس آتے ہیں۔ اس سلسلے میں مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ خدا کے لئے اس مولوی کی روٹی کی فکر چھوڑ دو۔ یہ اپنی روٹی خود کما لے گا۔ مجھے ایک مثال ایسی دے دو ابتدائے اسلام سے آج تک کہ کوئی مولوی فاقوں کی وجہ سے مرا ہو۔ بھوک اور افلاس کی وجہ سے اس نے خودکشی کی ہو۔ بہت سے پی ایچ ڈی اور ماسٹر ڈگری رکھنے والوں کی مثال دے سکتا ہوں کہ انہوں نے حالات سے تنگ آکر اپنے آپ کو ختم کرلیا۔ لیکن کوئی مولوی ایسا نہیں بتایا جاسکتا جس نے حالات سے تنگ آکر اپنے آپ کو ختم کرلیا ہو یا وہ بھوکوں مرگیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس مولوی کے رزق کا انتظام کرتا ہے اور ایسا کرتا ہے کہ دوسروں سے بہتر کرتا ہے۔ اس دنیا کا خاصہ یہ ہے کہ جتنا آدمی اس دنیا کے پیچھے دوڑے گا دنیا اس کے پیچھے بھاگے گی اور جتنا اس دنیا سے بھاگے گا دنیا اس کے پیچھے بھاگے گی۔ اس کی مثال انسان کے سائے کی ہے۔ اگر آدمی سائے کے پیچھے بھاگنا شروع کردے تو سایہ اس کے آگے بھاگتا رہتا ہے۔ اس کو کبھی پکڑ نہیں سکتا۔ لیکن اگر اس سے منہ موڑ کر پیچھے بھاگنا شروع کردے تو سایہ اس کے پیچھے ہوگا۔ دنیا کا حال بھی یہی ہے۔ جتنا انسان دنیا کا طالب ہوگا دنیا اس سے بھاگے گی اور جتنا سچے دل سے اس سے منہ موڑے گا دنیا اس کے آگے ذلیل ہو کر آئے گی۔ وہ ٹھوکریں مارے گا پھر بھی اس کے قدموں میں آکر گرے گی۔ اور کھلی آنکھوں سے دیکھ لو کہ جن اللہ کے بندوں نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے اوپر بھروسہ کرکے اللہ کے دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا اور اس کی خاطر دنیا کو ایک مرتبہ ٹھوکر مار دی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ان کے قدموں میں لاکر ڈھیر کیا۔ اس طرح ڈھیر کیا کہ دوسروں کے لئے قابل رشک بن گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ انتظام کرتے ہیں اور آنکھوں سے دکھاتے ہیں کہ اللہ والوں کی عزت کیا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اپنے فضل و کرم سے اخلاص بھی عطا فرمادیں اور اپنا بنالیں۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں یہ جذبہ پیدا فرمادیں اور ہمیں اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ پھر انشاء اللہ دنیا و آخرت میں کوئی گھاٹا نہیں۔ مولوی کی روٹی کی فکر آپ لوگ چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ روٹی کے کفیل ہیں۔ وہ خود دے دیں گے۔ روٹی تو اللہ تعالیٰ جانوروں' کتوں' خنزیروں تک کو دیتا ہے تو اپنے دین کے حامیوں کو وہ کیوں نہیں دے گا۔ اس واسطے اس قسم کی تجاویز کی کوئی ضرورت نہیں۔ دین کے حامل کو واقعتاً اپنے دین کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لئے اس کو پھیلانے کے لئے اس کو لوگوں تک موثر انداز میں پہنچانے کے لئے بے شک ضرورت ہوتی ہے کہ حالات زمانہ سے واقفیت ہو اس غرض سے انسان جو کچھ پڑھے اور پڑھائے وہ دین کا حصہ ہے دنیا کا حصہ نہیں لیکن اگر مولوی کو بڑھئی بنادیا۔ لوہار بنا کر بٹھادیا تو پھر مولوی نہیں رہے گا بڑھئی اور لوہار ہی بن جائے گا۔ ہمارے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے نامی گرامی شخصیت مولانا محمد سہول عثمانی رحمتہ اللہ علیہ' یہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن نور اللہ مرقدہ کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے۔ دوران تدریس خیال آیا کہ ہم تدریس کرکے تنخواہ لیتے ہیں تو یہ ایک قسم کی مزدوری ہوگئی۔ دین کی خدمت تو نہ ہوئی۔ دین کی خدمت تو وہ ہے جو بغیر تنخواہ کے بغیر معاوضہ کے کی جائے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ اس واسطے یہ جو ہم تنخواہ لے کر پڑھاتے ہیں پتہ نہیں اس سے اجر و ثواب ملتا ہے یا نہیں۔ اس واسطے معاش کے لئے کوئی ایسا مشغلہ اختیار کریں جس سے اپنا کوئی گزارہ ہو جائے اور جو فارغ وقت ملے اس میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت بغیر معاوضہ کے کریں۔ کہیں خطاب کرنے چلے گئے۔ کہیں فتویٰ لکھ دیا۔ کہیں وعظ کہہ دیا۔ تقریر و تصنیف کردی۔ اس دوران کسی سرکاری تعلیم گاہ سے پیشکش آگئی کہ آپ ہمارے یہاں آکر پڑھائیں۔ اس میں اتنی تنخواہ دی جائے گی۔ سرکاری اداروں میں استاذ کا کام بہت ہلکا ہوتا ہے۔ تمام دن میں دو چار پیریڈ پڑھانے ہوتے ہیں اور کتابیں بھی کوئی مشکل نہیں ہوتیں مطالعہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی (دینی مدارس میں پانچ گھنٹہ جو تعلیم دینی پڑتی ہے اس کے لئے دس گھنٹے مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کولہو کا بیل سرکاری اداروں میں نہیں پایا جاتا) دو چار اسباق پڑھائے بس باقی وقت میں چھٹی۔ اس پیشکش میں مولانا نے سوچا کہ یہ دل میں جو خیال آرہا تھا کہ میں دین کی خدمت بلامعاوضہ کروں۔ اس کا اچھا موقع ہے۔ سرکاری ملازمت میں دو چار گھنٹے پڑھاؤں گا۔ باقی تمام فارغ اوقات میں فتاویٰ' تصنیف و تالیف' وعظ و خطابت بغیر کسی معاوضہ اور اجرت کے انجام دوں گا۔ اپنی اس سوچ کو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی خدمت میں پیش کیا اور اس پیشکش کا بھی ذکر کردیا۔ حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہے تو جاکر آزمالو۔ تجربہ کرلو۔ ذہن میں خیال آیا کہ اس وقت اگر ان کو روک دوں گا ان کی یہ خواہش مضبوط ہے۔ روکنا مناسب نہیں۔ یہ سرکاری ملازمت پر چلے گئے۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد یہ چھٹیوں پر دیوبند آئے اور حضرت شیخ الہند کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حضرت نے اس پہلی ملاقات میں سوال کیا۔ مولانا

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۴۵۵۷۲۰۳

سوال صاحب تم اس خیال سے وہاں گئے تھے کہ دین کی خدمت فارغ وقت میں بلامعاوضہ انجام دو گے۔ بتاؤ اس عرصہ میں کتنی تصانیف کیں۔ کتنے فتاویٰ لکھے۔ کتنے وعظ کئے۔ ذرا ہمیں بھی اس کی تفصیلات بتاؤ۔ مولانا سول صاحب یہ سوال سن کر رو پڑے اور عرض کیا۔ حضرت شیطان نے دھوکہ دیا تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس دارالعلوم کی فضا میں رہ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دیتے تھے وہاں جا کر اس کی آدھی کی بھی توفیق نہیں ہوئی حالانکہ وقت اس سے کئی گنا زیادہ تھا۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس واقعہ کے بعد بیان فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مدارس کی فضا میں ایک برکت اور نور رکھا ہے کہ اس میں رہ کر اللہ تعالیٰ خود توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ دھوکہ نہ لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرما دے تو مدرس کو جو یہ تنخواہ مل رہی ہے یہ تنخواہ نہیں ہے یہ درحقیقت اس مولوی کا نفقہ ہے۔ اس نفقہ کی بنیاد پر انجام دیتے ہوئے اس میں رہتے ہوئے کام کرو تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں گے۔ میں اپنا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ عرض کرتا ہوں کہ جس زمانہ میں دارالعلوم میں درس جاری ہوتا ہے اس زمانہ کا مقابلہ چھٹی کے زمانہ سے کر کے دیکھ لیجئے۔ چھٹیوں کا زمانہ آنے سے پہلے منصوبے بناتے ہیں کہ اب فراغت ہوگی۔ وقت زیادہ ملے گی۔ فلاں فلاں کام تکمیل کو پہنچائیں گے لیکن جتنا کام دروس کے زمانہ میں ہو جاتا ہے چھٹیوں کے زمانہ میں اتنا کام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے درس میں یہ برکت عطا فرمائی ہے۔ اس واسطے یہ دھوکہ نہ لگے کہ ہم تو تنخواہ لے رہے ہیں ہماری خدمت کیا۔ اللہ تعالیٰ اگر اخلاص عطا فرمائے اور اپنی رضا جوئی کے لئے درس کی توفیق عطا فرمائے تو بقول حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی یہ تنخواہ اور معاوضہ نہیں بلکہ نفقہ ہے۔ اس نظریے سے اگر خدمت انجام دیں تو اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائیں گے۔ اس وقت ان نصیحتوں کی اس لئے ضرورت ہے کہ مدارس دینیہ کے بارے میں بہت زور کا طوفان اٹھا ہوا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ ان مدرسوں سے اتنی بڑی کھیپ تیار ہو کر نکلتی ہے (صرف اسی دارالعلوم میں اس سال جو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی تعداد دو ہزار آٹھ سو پچاس ہے۔ شہر کی شاخوں اور مکاتب کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ دورۂ حدیث میں ایک سو اٹھاون طلباء علوم اسلامیہ تکمیل کر کے جو الحمدللہ عالم بن رہے ہیں) یہ کہاں جائے گی۔ اس کو کہاں کھپایا جائے گا۔ آج کل کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ ان کا کیریئر کیا ہے؟ مستقبل کیا ہے؟ ان کا ذریعہ معاش کیا ہوگا؟ یہ سوال بہت ہی زیادہ کیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں ایک بات عرض کروں۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے درجہ کے اولیاء کرام میں سے ہیں۔ بغداد میں ان کا مزار ہے۔ میں بھی ان کے مزار پر حاضر ہوا ہوں۔ ایک مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ٹہلائی کر رہے تھے۔ دریائے دجلہ سے ایک کشتی گزری۔ جس میں کچھ آزاد منش اور اوباش نوجوان سوار تھے اور گاتے بجاتے جا رہے تھے۔ رنگ رلیاں منائی جا رہی تھیں۔ جب کشتی پاس سے گزری تو دو مولوی نما تھلوں والے بزرگوں کو دیکھ کر ان نوجوانوں کی رگ ظرافت پھڑک اٹھی۔ فقرے چست کر دیئے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو صاحب تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ ایسے بددین لوگ ہیں کہ خود تو ہی فسق و فجور میں مبتلا اور جو اللہ والے ہیں ان کی شان میں بھی اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ ان کے حق میں بددعا کر دیجئے یہ افراد بددعا کے لائق ہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ نے ہاتھ اٹھائے اور اپنے رب سے التجا کی۔ اے اللہ آپ نے ان نوجوانوں کو اس دنیا میں مسرتیں عطا فرمائی ہیں۔ اے اللہ ان کو آخرت کی مسرتیں بھی عطا فرما۔ ساتھی کہنے لگا حضرت میں نے تو کہا تھا کہ بددعا کر دیجئے۔ آپ نے تو ان کے حق میں دعا کر دی۔ فرمایا تمہارا کیا نقصان ہوا۔ میں نے یہ دعا دی ہے کہ جب دنیا میں ان کو مسرتیں حاصل ہیں تو آخرت میں بھی حاصل ہو جائیں اور آخرت میں اس وقت حاصل ہوں گی جب اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرما دے گا۔ اس دعا کا معنی یہ ہوا کہ اے اللہ ان کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا دیجئے۔ درحقیقت یہ جتنے دینی مدارس ہیں اس میں جتنے طلباء علوم دین حاصل کرتے ہیں (جن کی نیت خراب ہو اس کو اللہ ہی جانے) ان میں سے ہر ایک دراصل حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت پر عمل کرتا ہے کہ اس دنیا کے میرے دوسرے رفقاء اور دوستوں کی جس طرح دنیا اچھی ہے آخرت بھی اچھی ہو جائے۔ یہ اپنی اور دوسروں کی آخرت بہتر بنانے کے لئے ان مدارس میں آتے ہیں۔ یہ ان کا مستقبل اور کیریئر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ان کا

بہترین قابل مطالعہ اسلامی کتابیں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کی تصانیف

آپ کے مسائل اور ان کا حل
گیارہ سال سے روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے دلچسپ سوال وجواب کا مجموعہ
قیمت قسم اول -/450 ، ،دوم -/330

اختلاف امت اور صراط مستقیم
ایک بہت سنجیدہ اور ٹھوس علمی کتاب جس کے مطالعہ سے ذہن کی بہت سی گرہیں کھل جاتی ہیں
قیمت قسم اول -/120 ، ،دوم -/90

عہد نبوت کے ماہ و سال
سیرت طیبہ پر ایک انوکھی کتاب جس سے معلوم ہوگا کہ کونسا واقعہ کس ماہ اور کس تاریخ کو پیش آیا۔ ایک بہترین کتاب
قیمت -/75

سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ
خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ کی قابل تقلید سوانح حیات پر تسنیم وکوثر سے دھلی زبان پر مشتمل سیرت ساز کتاب
قیمت -/30

شیعہ سنی اختلاف
حضرت علیؓ کا فرمان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ ہیں۔
قیمت قسم اول -/120 ، ،دوم -/90

اسوہ رسول اکرمؐ
ڈاکٹر عبدالحئی صاحب
سیرت طیبہ پر لازوال کتاب
قیمت -/100

داستان از بلا
اسپین کے لاٹ پادری کی لڑکی کے قبول اسلام کی لازوال داستان
-/30

اکمال فی احقاق حق وابطال باطل
(اردو) -/20
امت مسلمہ کے خلاف اپنوں کی حماقتوں اور غیروں کی سازشوں کے نقاب کرنیوالی کتاب

آداب معاشرت
روزمرہ زندگی کے آداب سکھانے والی بہترین کتاب
-/35

بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام
شاہ اسمٰعیل شہید
بدعت کے موضوع پر جامع کتاب
-/55

تازیانہ شیطان
شیطان کی مکمل سرگزشت اور اسکی مکاریوں کا حال نیز اسکے مکروفریب سے بچنے کے طریقے
مجلد -/40 کارڈ کور -/25

فاتحہ کا طریقہ
سوال وجواب کے طرز پر فاتحہ کے طریقے اور دیگر مسائل پر دلچسپ تحریر
-/5

مسنون دعائیں
ہر وقت اور موقعہ کی بہترین دعاؤں کا مجموعہ
-/4

ملنے کا پتہ

کتب خانہ احیائے سنت ، دارالکتابت پہلی منزل 20/A سارہ مینشن ایم اے جناح روڈ ہاسپٹل ڈیپارٹ پاکستان کراچی
ٹیلیفون: 7729249
پوسٹ کوڈ نمبر 74200

کیریئر خراب نہیں کرتے۔ اپنے فضل و کرم سے۔ ان کی اتنی زیادہ فکر کی ضرورت نہیں۔ اصل فکر کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت اور فضل و کرم سے اس ایمان پر قائم رکھے۔ دین کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق ہو۔ اسی مقصد کے لئے یہ دینی ادارے قائم ہیں۔ اتنی بات بھی اگر آدمی سوچ لے تو اسی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس تائید سے ان اداروں کو نوازا ہے۔

کوئی چندے کی اپیل کوئی اشتہار اخبار میں آپ نے دیکھا کہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے اپیل کی گئی ہو کہ دارالعلوم کا ماہانہ خرچہ اتنا ہے' آپ اس میں چندہ دیں۔ کوئی اپیل اس معنی میں کہ لوگوں کے پاس جا کر کہا جاتا ہو کہ چندہ دیں۔ الحمدللہ یہ بھی نہیں ہے اور تو اور ٹیلی فون کرکے کسی کو کہنے کا بھی معمول نہیں ہے۔ چند روز قبل جب میں امریکہ جا رہا تھا تو پتہ چلا کہ شعبان کے اخراجات موجود نہیں ہیں۔ آمدنی کا بیلنس ظاہر کرتا تھا کہ شعبان کے اخراجات پورے نہیں ہو سکیں گے تو سوائے ایک آدھ دوست کے جن کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی کی وجہ سے دارالعلوم کے معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں ان سے زبانی ذکر کر دیا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک بات کی تعلیم دے گئے ہیں کہ جب کبھی ایسا موقع پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا کرو الحمدللہ اس کی توفیق ہوئی۔ اللہ رب العزت کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اس سے مانگ لیا۔ اس کے بعد اب تک پوچھا بھی نہیں کہ کیا صورت حال ہے؟ الحمدللہ' اللہ تعالیٰ ضرورت کا کوئی کام روکتے نہیں اور یہ صدقہ ہے دارالعلوم کے بانی کے اخلاص کا ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں۔ ان کی نالہ نیم شبی کا اور ان کے بعد میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس سرہ کی دعاؤں اور اخلاص کا کہ آج ہم اس کا پھل اب تک کھا رہے ہیں۔ اگر ہمارے زور بازو پر چھوڑا جاتا تو اتنا بڑا ادارہ نہیں چل سکتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور ان بزرگوں کے اخلاص کی برکت سے اس کو چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے کفیل ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک بات فرمادی تھی کہ ہم نے کوئی دکان نہیں کھولی ہے کہ جس کا ہر لمحہ چلنا ضروری ہو۔ جب تک اصول صحیحہ کی بنیاد پر اس کو چلا سکو چلاؤ اور جب یہ خیال ہو کہ اصول کو پامال کرنا پڑے گا جب یہ خیال ہو کہ دین کی بے توقیری کرنی پڑے گی اس میں تالا ڈال دینا اور بند کرکے الگ ہو جانا یہ وصیت کرکے تشریف لے گئے تھے اور الحمدللہ' اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے آج تک اس کو چلا رہا ہے۔ یہ مثال آپ کو دنیا میں دینی مدارس کے علاوہ اور کوئی نہیں ملے گی کہ اتنا بڑا خرچ نہ اس کا میزانیہ نہ آمدنی کا پتہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ بے شک جو آدمی ان مدارس کی اصلاح کے لئے اخلاص سے کوئی تجویز پیش کرے ہم اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن کوئی شخص یہ چاہے کہ یہ دینی مدرسے اپنی روش سے ہٹ کر کسی اور شان میں تبدیل ہو جائیں تو یہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے یہ کام ہم نہیں کریں گے انشاء اللہ۔ جب تک سانس میں سانس ہے انشاء اللہ یہ اپنی روش سے نہیں ہٹیں گے اور جس دن اس کو ہٹانا ہماری مجبوری بن گیا اس دن ان کو بند کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مزاج کے ساتھ ان کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کو اسی طرح قائم رکھیں اور اپنی رضا کے مطابق ان کو چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ جو ساتھی اس سال دورۂ حدیث سے فارغ ہو رہے ہیں۔ یہ حضرات زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ہوں گے۔ ان سے بھی کہنے کی بہت سی باتیں ہیں وہ استاد محترم حضرت ناظم صاحب قدس سرہ نے (اللہ تعالیٰ ان کو صحت کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے) نصیحتیں فرمادی ہیں۔ مزید کی ضرورت نہیں۔ بس ایک بات ان کی خدمت میں عرض ہے۔ میرے ساتھیو! آپ لوگ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اب دنیا میں جاؤ گے۔ اس دنیا میں جاؤ گے جس دنیا نے ان طعنوں اور تشنیعات کے تیر کمانوں میں تمہارے خلاف چڑھائے ہوئے ہیں اور جہاں پہنچے ہو گے تم پر ان طعنوں کی بارش ہوگی لیکن یہ بات اپنے دل و دماغ میں اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تم حضرت محمد ﷺ کی جماعت کے سپاہی ہو۔ میرے بزرگ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) اسی مسجد میں بیٹھ کر ایک مرتبہ صرف ایک جملہ فرما گئے وہ اپنے دل میں اچھی طرح نقش کر لو۔ طالب علمو! اپنی قدر پہچانو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم کی دولت سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو دین کی خدمت کے لئے چنا ہے۔ یہ نعمت اور یہ عزت ہر دنیا کی عزت پر بھاری ہے۔ خواہ دنیا والے کتنے طعنے دیا کریں۔ کتنے اعتراضات کریں۔ اگر تمہارے دل میں اس علم و دین کی عزت ہے تمہاری عزت کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت کا حامی و ناصر رہے گا۔ اس مزاج اور یقین کے ساتھ جاؤ گے تو انشاء اللہ تم ہر جگہ سربلند ہو گے بشرطیکہ اس علم کو جو تم نے مدارس میں حاصل کیا ہے۔ اپنی زندگیوں میں اپناؤ اور اس کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر اپنی نصرت سے نوازے اور کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھولے۔ اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس علم کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ لیلۃ القدر کی برکات

ہمارے ساتھ معاملہ نہیں بگاڑا۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کر لیا جائے۔ گناہوں سے توبہ کرلی جائے۔ گناہ تو ہم سے پھر بھی ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو' خدانخواستہ غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کرلو' گناہوں کے میل پر توبہ کا صابن لگاتے رہو' تاکہ بارگاہ الٰہی میں ایمان کا دامن داغدار نہ لے جاؤ۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔

بقیہ فتح مکہ

آپ شرک کی ناپاکی کے ساتھ اس پر بیٹھنے کا حق نہیں رکھتے) اس گفتگو نے ابوسفیان کی آنکھیں کھول دیں اور مسلمانوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت درحقیقت اب ان پر آشکارا ہوگئی۔

ابوسفیان حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض معروض کرنے کے بعد سابقہ معاہدہ کی تجدید و توثیق کی بات کرنے لگے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ اس کی حاجت کیوں پیش آگئی؟ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آگیا ہے؟ ابوسفیان نے حقیقت حال کو چھپاتے ہوئے عرض کیا کہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا "تو مطمئن رہو' ہم اپنے عہد پر قائم ہیں۔"

حضور ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئے۔ اور آئندہ پیش آنے والی صورت واقعہ سے انتہائی خوفزدہ ہوگئے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر صدیق' عمر بن الخطاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خدمت میں پہنچے اور ہر ایک سے گفتگو کرکے معاملہ قریش کے منشاء کے مطابق حل کرنے کی بہت کوشش کی مگر معاہدہ شکنی کا ارتکاب تو وہ خود کر چکے تھے۔ اس داغ کو چھپانے کے لئے ان کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور بے نیل و مرام واپس مکہ روانہ ہوگئے۔

باقی آئندہ شمارہ میں

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر : ۲۴۵۸۰۳

نہایت موثر اجزا کے اضافے کے ساتھ
نئے اسٹرپ پیک میں
Sualin
HERBAL CURE FOR COUGH, COLDS AND BRONCHITIS
DOSES
ONE TO TWO TABLETS FOUR TIMES A DAY
نئی، مفید ترین
سُعالین
گزشتہ ساٹھ سال سے انکشافاتِ حاضرہ اور انکشافاتِ جدیدہ سے ہم آہنگ
کھانسی نزلہ و زکام کے لیے سب سے مفید اور سب سے موثر کھانسی کی ٹکیاں
انکشافاتِ ماضی اور انکشافاتِ جدیدہ نے ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ نباتات ہی ہیں جو جسمِ انسانی میں کوئی غیر طبعی ہنگامہ آرائی کیے بغیر شفائے امراض کا سامان کرتی ہیں۔
ہمدرد اس اندازِ فکر کا پُرجوش حامی رہا ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر۔ تحقیقاتِ نباتات کو ہمدرد نے اپنا موضوع بنائے رکھا ہے۔
آج ساری دنیا بھرپور اعترافات کے ساتھ نباتات سے شفائے امراض پر متوجہ ہو چکی ہے۔ اسی لیے سُعالین جس طرح پاکستان میں ایک بہترین دوائے شافی کے طور پر مقبول ہے اسی طرح دنیا بھر میں سُعالین کو قبولِ عام حاصل ہے۔
خاص طور پر تیار کردہ نئی اسٹرپ پیکنگ۔ تاکہ سُعالین کے نازک ضروری اجزاء مکمل طور پر محفوظ رہیں اور استعمال پر سُعالین تیر بہدف ثابت ہو۔
سُعالین
SUALIN
سُعالین اسٹرپ کے علاوہ
پچاس ٹکیوں کی شیشی میں
بھی دستیاب ہے
سُعالین جوشاندے کا جوہر ہے۔ تین ٹکیاں گرم پانی میں ڈال کر نوشِ جاں کیجیے۔ نزلہ، زکام اور کھانسی سے راحت پائیے۔
جب کھانسی کا ٹھسکا ہو، ایک ٹکیہ سُعالین منہ میں ڈال کر چوسیے۔ منٹوں میں راحت پائیے۔ ہر قسم کی کھانسی کے لیے مفید ترین۔ سُعالین
مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ
ہمدرد
Adarts-SUA-1/93

آخری قسط

ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی

چیچنیا۔ تاریخ کے آئینہ میں

قفقاز میں تحریک جہاد یا تحریک مریدین کے پہلے امام شیخ منصور نے شروع میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے شمالی قفقاز کے وسطی علاقے (جس میں چیچنیا بھی آتا ہے) میں ولادی قوقاز کے شہر سے لے کر موزدوک تک کے سارے روسی قلعے اپنے چھاپوں سے برباد کرائے۔ پھر جب روس کی ملکہ کیتھرین دوئم نے ۱۷۸۷ء میں ترکی کے خلاف اعلان جنگ کیا تو انہوں نے شمالی قفقاز کے مغربی علاقے یعنی سرکیشیا کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور ترکوں کے ساتھ روس کے خلاف جنگ میں حصہ لیا جب بحر اسود کے اس علاقہ میں ترکوں کو ۱۷۹۱ء میں شکست ہوئی تو روسیوں نے شیخ کو گرفتار کر کے سینٹ پیٹرز برگ بھیج دیا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

شیخ منصور کی گرفتاری اور انتقال سے یہ تحریک جہاد ختم نہیں ہوئی بلکہ اس نے مزید زور پکڑنا شروع کیا کہ ان کے شمالی قفقاز کے دفاع کے لئے لوگوں نے ایک عالم دین غازی محمد کو اپنا امام مقرر کیا۔ روسیوں کی پیش قدمی بے پناہ طاقت کے ساتھ جاری تھی۔ وہ اٹھارویں صدی کے آخری عشرے اور انیسویں صدی کے ابتدائی برسوں میں نہ صرف شمالی قفقاز بلکہ جنوبی آرمینیہ کرجستان (جورجیا) بلکہ اور بیچ آذربائی جان پر قابض ہو چکے تھے۔ غازی محمد گوریلا جنگ میں سنہ ۱۸۳۲ء میں شہید ہو گئے اب ان کی جگہ حمزہ بیک امام منتخب ہوئے دو سال تک ان کی قیادت میں شمالی قفقاز کے مجاہدین روسیوں سے لڑتے رہے اور پھر آخر وہ بھی شہید ہوئے اور اب آخر میں اس تحریک جہاد کی قیادت ایک ایسے امام کے ہاتھوں میں آئی جو نہ صرف قفقاز بلکہ عالم اسلام کا ایک عظیم اور مشہور مجاہد تھا یعنی شیخ شامل اور جن کا طویل جہاد اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ شیخ شامل کی شخصیت اور ان کا جہاد ایک مستقل مضمون کا طالب ہے جو یہاں ممکن نہیں لیکن اتنا کہنا کافی ہے کہ آج بھی شیخ شامل کا نام شمالی قفقاز میں زندہ ہے اور چیچنیا میں روس کے خلاف موجودہ تحریک مقاومت و آزادی انہی کے جہاد کی صدائے بازگشت ہے۔ خواہ اس کا اعلان نہیں کیا جائے۔

انیسویں صدی کا نصف اول جہاں یورپ کی سامراجی قوتوں فرانس، برطانیہ اور روس کا عالم اسلام پر سخت دباؤ اور یلغار کا زمانہ ہے وہاں یہ ان جہادی تحریکوں کا بھی زمانہ ہے جو الجزائر ہندوستان اور شمالی قفقاز میں برپا ہوئیں۔ شیخ شامل امیر عبدالقادر الجزائری کے معاصر ہیں جنہوں نے فرانس کے خلاف الجزائر میں دس سال تک جہاد کیا۔ روس کے خلاف شیخ شامل کا جہاد تقریباً ۳۵ برس تک جاری رہا وہ اگرچہ داغستان کے ایک گاؤں "گمرہ" کے باشندے تھے لیکن ان کی قیادت میں پورا شمالی قفقاز روس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بیسیوں معرکوں میں انہوں نے روسیوں کو شکست دی۔ ان سے تمام پہاڑی قلعے خالی کروا لئے بلکہ جنوبی حصے سے ان کو بالکل نکال دیا۔ دس سال کے مسلسل جہاد کے بعد ان کو سب سے بڑی فتح ۱۸۴۴ء میں حاصل ہوئی جب انہوں نے روسیوں کو شکست دے کر ہزاروں روسی فوجیوں کو قید کر لیا اور بہت سا روسیوں کا اسلحہ ان کے قبضہ میں آیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ روسیوں نے بھی اس کے بعد داغستان میں مسلمانوں کے خلاف مقدس جنگ کا اعلان کیا۔ ان کے شاعروں نے ان جنگی معرکوں کے بارے میں نظمیں لکھیں، روس کی سیکڑوں گنا عظیم طاقت نے اپنا سارا زور شمالی قفقاز میں لگایا۔ نئی افواج کے ساتھ حملے کئے جس کے مقابلہ میں شیخ شامل اور مجاہدین کو پسپا ہونا پڑا لیکن وہ مزید دس سال تک مغربی پہاڑی علاقوں میں لڑتے رہے۔ آخر کار اسلحہ کی کمیابی اور ہزاروں مجاہدین کی شہادت کے بعد ان کو ۱۸۵۹ء میں ہتھیار ڈالنا پڑے۔ روسیوں نے بھی اس عظیم و شریف مجاہد کا احترام کیا۔ عزت سے ان کو روس میں رکھا اور پھر ان کو ۱۸۷۰ء میں حج کی اجازت دی۔ حج کے بعد وہ مدینہ منورہ میں مقیم تھے کہ فروری ۱۸۷۱ء میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

شیخ شامل کی وفات کے بعد بھی یہ تحریک جہاد کسی نہ کسی صورت میں وہاں جاری رہی اور یہ سلسلہ ان کے لائق فرزند شیخ کامل کی قیادت میں ۱۸۵۹ء تک جاری رہا۔ لیکن اب چونکہ روس نے اس علاقہ کے سابق امیروں کو کٹھ پتلی حکمرانوں کی حیثیت سے لا بٹھایا پھر ۱۸۷۷ء میں مجاہدین قفقاز نے روس و ترکی کی جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قوتق کے قلعہ پر قبضہ کر لیا جو بدلتے ہوئے سیاسی و عسکری احوال کے سبب برقرار نہ رہ سکا کہ اب روسیوں نے قفقاز کو براہ راست اپنے حکم میں لے لیا تھا۔

یہ موضوع بھی شیخ شامل کے جہاد کی طرح ایک مستقل مضمون کا متقاضی ہے۔ یہاں مختصراً اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس انقلاب کے ساتھ ہی وسطی ایشیا اور قفقاز کے مظلوم مسلمانوں میں آزادی و اتحاد کی ایک نئی لہر دوڑ گئی تھی۔ بانیان انقلاب کے وعدوں کی روشنی میں ان کو یقین ہو چلا تھا کہ اب ان کو زار روس کی شہنشاہیت سے نجات ملے گی اور ان کو آزادی میسر ہوگی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے پہلے اشتراکی انقلاب سے لے کر اکتوبر ۱۹۱۷ء تک قفقاز کے مسلمانوں نے مختلف بڑی کانفرنسیں منعقد کیں اور متحدہ شمالی قفقاز کے نام سے ایک مرکزی مجلس عاملہ کی تشکیل کی اور پھر نومبر میں اس مجلس عاملہ کو عارضی حکومت کا نام دے کر روس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اب روسی کیمونسٹوں کی دو رخی سیاست کا ظہور ہوا کہ وہ روسی آباد کار جو زار روس کے زمانہ میں قفقاز میں آباد کر دیئے گئے تھے اور اب انہوں نے اشتراکیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، قفقاز مسلمانوں کی اس عارضی حکومت کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ جنوری ۱۹۱۸ء میں کیمونسٹوں نے شمالی قفقاز کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا اور "تیرک" کی علیحدہ "عوامی سوویت" کی حکومت قائم کر لی اور پھر دو ماہ بعد بھاری اسلحہ کے ساتھ شمالی قفقاز اور داغستان کے حریت پسندوں کے مرکز تیرک قلعہ (ولادی قوقاز) پر حملہ کر دیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ شمالی قفقاز کی روسی بستیوں پر کیمونسٹ قابض تھے جبکہ حریت پسند مسلمانوں کی عارضی حکومت اپنے علاقوں پر قائم تھی۔

دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کی فتح کے بعد انگریزوں نے قفقاز پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر یہ علاقہ اہل قفقاز کے بجائے سفید روس کے اتحادیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ سفید روس کی کیمونسٹ حکومت نے اب بڑے پیمانے پر فوج کشی شروع کی اور حریت پسندوں کے مراکز کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ اس دوران شمالی قفقاز کی عارضی حکومت نے ترکی سے تعاون حاصل کرنے کے لئے مذاکرات شروع کر دیئے۔ ترکی کے شہر ترابزون میں منعقد ان مذاکرات میں کرجستان (جورجیا) آرمینیہ اور آذربائیجان کے نمائندے بھی شریک تھے۔ اگرچہ ان مذاکرات میں پورے قفقاز کے وفاق کی تجویز آرمینیہ اور کرجستان کی مخالفت کی وجہ سے ناکام رہی لیکن اس کے نتیجہ میں شمالی قفقاز کے نمائندوں نے ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو متحدہ جمہوریت شمالی قفقاز کا اعلان کر دیا، عبدالمجید چرموئے اس کے صدر اور داغستان کے حیدر بامات اس کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ اس کے دو ہفتہ بعد کرجستان، آرمینیہ اور آذربائیجان نے بھی روس سے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ عثمانی سلطنت نے قفقاز کی ان تمام ریاستوں کی آزادی کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا۔ جرمنی نے ان کی عملاً Defacto ان کی آزادی کو تسلیم کیا۔ اس سلسلہ میں ترکی کے نمائندے امیر شکیب ارسلان کے جرمن حکومت سے مذاکرات کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے۔ آزادی کے اعلان کے ساتھ شمالی قفقاز کے وفد نے استنبول میں ترکی سے تحالف کے معاہدے پر دستخط کئے۔ سفید روس کی کیمونسٹ حکومت نے اس آزاد حکومت کو سختی سے کچلنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن داغستان کے حریت پسند مجاہدین نے کیمونسٹوں کے

حملے پسپا کرتے ہوئے ان کے تین ڈویژن تباہ کردیئے۔ داغستان و شمالی قف قاز کی آزاد حکومت اور کمیونسٹ روسیوں میں جنگ جاری تھی۔ انور پاشا کے بھائی نوری پاشا کی قیادت میں ایک فوج "قف قاز اسلام اوردو" یعنی قف قاز کی اسلامی فوج کے نام سے تیار کی گئی جس کی کمک کے لئے ترکی سے فوج کا ایک ڈویژن قف قاز پہنچا۔ اس فوج نے ستمبر ۱۹۱۸ء میں باکو اور دوسرے ماہ دربند کو فتح کرکے روسیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ شمالی قف قاز جمہوریت کے صدر عبدالمجید چروئے فاتحانہ دربند میں داخل ہوئے' وہاں سات ستاروں کا نئی اسلامی جمہوریت کا پرچم لہرایا گیا' لیکن افسوس کہ ترکی جو ان دنوں جرمنی کے ساتھ دوسری جنگ عظیم میں شامل تھا شکست سے دوچار ہوا۔ ۳۰ر اکتوبر کو جنگ بندی کے معاہدہ پر دستخط کرنے کے بعد وہ اپنی افواج کو قف قاز سے واپس بلانے پر مجبور ہوگیا۔ اس کے باوجود شمالی قف قاز کے حریت پسندوں نے روس کے خلاف اپنی جنگ آزادی جاری رکھی جو تقریباً تین سال تک جاری رہی۔ پہلے دو سال سفید روسیوں کے خلاف اور اس کی پسپائی کے بعد بالشویک یا سرخ کمیونسٹوں کے خلاف' دونوں نے شمالی قف قاز کے ان حریت پسندوں کی آزاد حکومت کو تسلیم کرنے کے وعدے کئے' جو ایک فریب تھا' یہ حریت پسند اس دھوکہ میں نہیں آئے اور انہوں نے اپنی سرفروشانہ جنگ جاری رکھی' وہ انہی روسیوں کے اسلحہ پر قبضہ کرتے تھے یا پھر دست بدست تلواروں اور بندوقوں سے لڑتے تھے' وہاں کی عورتوں نے بھی اس جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ اس جنگ آزادی میں داغستان کے مفتی نجم الدین نوتسو اور چیچن قبیلہ کے حاجی اوزون کے نام نمایاں ہیں اور چیچن انگش قبائل نے بہادری کے بڑے جوہر دکھائے۔ ان علماء و مشائخ فوجی قائدین میں محمد ابلو کافی' سید امین اور درویش محمد الاندی کے نام بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں کمیونسٹ روسیوں کے ساتھ بڑی خونریز جنگیں ہوئیں' جن میں حریت پسندوں کو بڑی کامیابیاں ہوئیں لیکن روس نے لاکھوں کی تعداد میں اپنی فوج یہاں جھونک دی۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں روس کا ارمینیہ' گرجستان (جورجیا) اور آذر بائیجان پر قبضہ دوبارہ قائم ہوگیا۔ اب شمالی قف قاز ہر طرف سے گھر گیا تھا۔ حریت پسندوں کے لاکھوں افراد قتل ہوگئے تھے' ان کے پاس ہتھیار تقریباً ختم ہوگئے تھے۔ مجبوراً سنہ ۱۹۲۱ء کے وسط میں ان کی یہ مسلح مدافعت ختم ہوگئی۔ ہزاروں قف قازی ترکی اور وہاں سے مصر و حجاز ہجرت کرگئے۔ روسیوں نے شمالی قف قاز کے ممتاز کمانڈروں کو مختلف طریقوں سے قتل کردیا اور شمالی قف قاز پر کمیونسٹ روس کا اقتدار مسلط ہوگیا جو زار روس کی شہنشاہیت کا تسلسل تھا بلکہ کینہ پروری اور دینی عداوت میں ان کے دور سے بدتر تھا۔ یہ ایک تاریک رات تھی جو قف قاز کے ایشیائی قدیم مسلمانوں پر طاری ہوگئی تھی۔

روس جانتا تھا کہ وہ متحدہ قف قاز کو کبھی اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اس نے "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی سیاست پر عمل کیا اور سنہ ۱۹۲۳ء میں شمالی قف قاز کی چھ چھوٹی چھوٹی نیم خود مختار جمہوریتوں میں تقسیم کردیا جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اور اس طرح "چیچنیا" کا ظہور عمل میں آیا' جہاں آج تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

چیچنیا انگش جمہوریہ

شمالی قف قاز پر کمیونسٹ روسیوں نے قبضہ کے بعد وہاں لاکھوں کی تعداد میں روسیوں کو آباد کیا' اس کے نتیجہ میں یہاں مسلمانوں کا تناسب جو پہلے نوے فیصد تھا ۱۹۷۹ء کی مردم شماری کے مطابق گھٹ کر ۶۲٫۵ فیصد رہ گیا۔ اس کے پایہ تخت گروزنی کی آبادی اس وقت ۴ لاکھ ہے۔ کمیونسٹ روس نے یہاں عربی خط ختم کرکے روسی رسم الخط جاری کیا اور وسطی ایشیا کی طرح ان پر روسی زبان مسلط کردی۔ لادینیت کی منظم طریقہ پر ترویج کی گئی۔ صنعتوں میں روسی آباد کاروں کو بھر دیا گیا۔ یہ سرسبز و شاداب اور تیل کی دولت سے مالا مال ملک روس کے لئے سونے کی ایک چڑیا بن گیا لیکن روس اپنے سارے جبروت اور لادینیت کے پرچار کے باوجود اس علاقہ کے لوگوں کے دلوں سے جذبہ حریت و آزادی کو نہ مٹا سکا اور نہ ان کو دین اسلام کی دولت سے محروم کرسکا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جب جرمنی کریمیا پر قابض ہوگیا تھا تو چیچنیا کے مسلمان باشندوں نے روس سے اپنی آزادی کی امید میں جرمنوں کے ساتھ تعاون کیا تھا' اس جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد چنگیز و ہلاکو سے زیادہ سفاک اسٹالن نے چیچنیا کی تمام مسلم آبادی کو جو کئی لاکھ پر مشتمل تھی۔ سائبیریا اور کازاخستان کے برفانی اور صحرائی علاقوں میں جلاوطن کردیا۔ جہاں وہ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۷ء تک رہے۔ اسٹالن کی موت کے بعد سوویت پریسیڈیم نے خروشوف کے عہد میں اس فیصلہ کو غلط قرار دیتے ہوئے چیچن لوگوں کو اپنے وطن واپس آنے کی اجازت دی' اور یہ لوگ وطن واپس آئے۔

اسے اسلام کا معجزہ کہئے یا چیچنیا کے ان مظلوم جلاوطن مسلمانوں کی خوش نصیبی کہ ان کے لئے یہ جلاوطنی اسلامی عقیدے میں اور پختگی کا سبب بن گئی۔ پیرس میں مقیم ایک روسی پروفیسر الیگزینڈر بینگسن نے اپنی کتاب "روس کے مسلمان" میں اس کی بعض تفصیلات بیان کی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ چیچن جمہوریہ اس علاقہ قف قاز میں اسلام کا مضبوط ترین قلعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسٹالن نے اس پر بدترین مظالم ڈھائے' وہاں کی ساری مساجد مسمار کردیں' وہاں کی پوری مسلمان آبادی کو سائبیریا وغیرہ کے دور دراز علاقوں میں جلاوطن کردیا لیکن اس جلاوطنی میں صوفی سلسلوں کے ذریعہ اسلام سے ان کی روحانی وابستگی اور پختہ ہوگئی' اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۷۸ء میں ایک اندازے کے مطابق چیچنیا کے آدھے مسلمان نقشبندی طریقہ تصوف سے منسلک پائے گئے یہی نہیں ان جلاوطن چیچن (شاشان) مسلمانوں کے اثر سے کازاخستان اور کرغیزیا کے مسلمانوں میں بھی قادری سلسلہ تصوف پھیلنے لگا جو اسلام میں ان کی پختگی کا سبب بنا۔ حقیقت یہ ہے کہ خود چیچنیا میں اسلام سترہویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں نقشبندی اور قادری سلسلہ تصوف کے ترکی مسلمانوں کے ذریعہ پھیلا تھا۔ اب جب یہ جلاوطن چیچن انگش باشندے جلاوطنی کی نئی سرزمین میں پہنچے تو انہوں نے وہاں وہ صوفی اخویات قائم رکھیں' جو کوفی "حج القادریہ" کے نام سے پہلے ان کے ملک میں قائم تھیں' قادری "اخویات" نے اس سلسلہ میں کزاخستان میں بڑی سرگرمی سے کام کیا' جہاں "نور اخویہ" کے نام سے ۱۹۵۵ء میں ایک نئی صوفی یا روحانی تنظیم قائم ہوئی جس کے رہنما شیخ اوکیں حجی زاشیف تھے' روسی ادب میں اس صوفی تنظیم کو White Cap Brotherhood کا نام دیا گیا' کیونکہ وہ اللہ کے ذکر کے وقت سفید اونی ٹوپیاں پہنتے تھے' ان کے اثر سے کزاخستان و کرغیزیا میں تصوف کا سلسلہ پھیلنے لگا' اور یہ خانقاہی تصوف نہیں بلکہ عوامی تنظیم بن گئی' یہاں تک کہ چیچنیا انگوشیا میں ۱۹۷۹ء میں ان کی تعداد مذکورہ بالا روسی فرنچ مصنف کے بقول ڈیڑھ لاکھ اور ایک لاکھ اسی ہزار کے مابین تھی۔ اور یہ ایک خوش آئند حیرت کا مقام ہے کیونکہ اس مصنف کے بقول کمیونسٹ انقلاب (۱۹۱۷ء) سے پہلے چیچنیا میں اس کے ۲۰ ہزار مرید اور ۳۸ مرشد یا رہنما تھے' ایک قابل ذکر مستحسن بات یہ ہے کہ ان کا قومیت کا تصور دینی قومیت ہے' سیکولر قومیت کا وہاں کوئی تصور نہیں۔

ان چیچن باشندوں کی اپنے وطن واپسی کے بعد روسی حکومت نے گروزنی میں ان کو صرف ایک مسجد کھولنے کی اجازت دی' سنہ ۱۹۸۰ء میں قریب کے گاؤں میں پانچ اور مساجد کھولنے کی اجازت ملی۔ شمالی قف قاز کی اس صحیح العقیدہ مسلمان قوم کی معاصر تاریخ پر علامہ اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

جتنا ہی روسیوں نے ان کے یہاں اسلام کو مٹانے کی کوشش کی اتنی ہی شدت سے یہ ان کے یہاں ابھرا' اور اس کا تازہ ترین مظہر سنہ ۱۹۹۱ء کے بعد کے واقعات ہیں' جو ہمارے ملک کے نام نہاد روشن خیال سیکولر طبقہ کے لئے بڑے چشم کشا ہونا چاہئیں کہ چیچنیا سب سے پہلی سوویت روس کی وہ جمہوریہ تھی جس نے افغانستان میں روس کی شکست کے بعد نومبر ۱۹۹۱ء میں روس کی شکست و ریخت کے اوائل ہی میں اپنی آزادی کا اعلان کیا' پھر ماسکو ریڈیو کے مطابق ۲۹ر جنوری ۱۹۹۲ء کو چیچنیا کے صدر دودائیف نے پارلیمنٹ کے اندر حکومت کے تمام نامزد

باقی ص ۲۷ پر

حسین احمد نجیب

فتح مکہ

اخلاقِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم کامیابی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نومولود حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو حکم خداوندی سے جس غیر ذی زرع وادی میں چھوڑ گئے تھے، کچھ عرصہ بعد وہ انسانی آبادی کی ایک چھوٹی سی بستی کی صورت اختیار کر گئی۔ دعائے ابراہیمی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو روئے زمین کے تمام انسانوں کی محبت کا محور بنا دیا اور مکہ کی پوری وادی کو خصوصی احترام عطا کر کے ہمیشہ کے لئے حرم محترم کا درجہ دے دیا۔ مرور زمانہ کے ساتھ یہاں کے لوگ ظاہراً ملت ابراہیمی سے وابستہ رہتے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹک کر شرک و کفر کے اندھیروں میں سرگرداں تھے کہ دعائے ابراہیمی کا دوسرا حصہ قبولیت کا عملی روپ دھار کر نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت کی صورت میں سامنے آ گیا۔ ہزاروں سال تک کسی نبی کے وجود سے ناآشنا قوم رحمت للعالمین بنا کر بھیجے جانے والے نبی آخر الزمان ﷺ کی قدر و منزلت کو اس وقت تک پہچاننے سے قاصر رہی، جس نے خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ کے مٹھی بھر جانثاروں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور سرزمین مکہ میں رہنا ناممکن بنا دیا تو حضور ﷺ اور آپؐ کے جاں نثار ساتھی حکم خداوندی سے مکہ سے ہجرت کر کے یثرب میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ اور اس طرح یثرب کی وادی کو مدینۃ الرسول ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔

مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ قلیل تھی مگر یہاں پر ایک چھوٹی سی اسلامی حکومت کا نقشہ نظر آنے لگا۔ مشرکین مکہ کو مسلمانوں کا مدینہ میں پرامن زندگی گزارنا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بھرپور طاقت کے ساتھ مسلمانوں پر پے بہ پے تین بڑے حملے کئے لیکن نصرت خداوندی سے ذلت آمیز ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ آخری حملہ غزوۂ احزاب کی صورت میں ظہور میں آیا۔ اسی غزوہ کے موقع پر مسلمان بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور ہوئے اور حضور ﷺ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دیکھے گئے۔ انجام کار کافروں کے خیمے تیز آندھی نے اکھاڑ ڈالے اور لشکر ناکامی کا تحفہ لے کر لوٹ گئے تو آقائے نامدار سرور دوجہاں خاتم الانبیاء ﷺ نے حکم خداوندی سے اعلان فرمایا۔

"اب ہم ان (کفار) پر چڑھائی کریں گے اور وہ (اب) کبھی بھی ہم پر چڑھائی کر کے نہیں آسکیں گے۔"

(صحیح بخاری : ج ۲ ص ۲۳ مصری)

بعد کے حالات نے حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کو واقعاتی حقیقت کا جامہ پہنا کر تاریخ اسلام میں ابدی حیثیت سے محفوظ کر دیا۔

غزوۂ احزاب شوال ۵ھ میں پیش آیا۔ ذوقعدہ ۶ھ میں حضور ﷺ تقریباً ڈیڑھ ہزار جاں نثار صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھا اور بنو خزاعہ کے ایک شخص کو قریش مکہ کے حالات و تاثرات معلوم کرنے کے لئے جاسوس بنا کر بھیجا۔ مسلمانوں کا قافلہ غدیر اشطاط پہنچا تو جاسوس نے خبر دی کہ قریش مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو کسی قیمت پر مکہ میں داخل نہ ہونے دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وادی مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک ٹیلے پر حضور ﷺ کی اونٹنی قصوا چلتے چلتے اچانک بیٹھ گئی۔ تمام کوششوں کے باوجود کھڑی نہ ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اس کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہی یہ حکم ہوا ہے۔ اس فرمان میں یہ اشارہ مقصود تھا کہ مسلمان تو صرف عمرہ کی ادائیگی کی غرض و غایت سے آئے ہیں مگر قریش مکہ کی ہٹ دھرمی نے جنگ کی صورت حال پیدا کر دی ہے اور مسلمانوں کو ابھی اس کی اجازت نہیں۔ چنانچہ کعبہ کی حرمت کا عہد کیا گیا اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ (قریش مکہ) مجھ سے جو بھی ایسی بات چاہیں گے کہ اس میں حرمات اللہ کی عظمت ان کے پیش نظر ہو تو میں ضرور اس کو پورا کروں گا۔"

اس کے بعد قصوا کھڑی ہوئی اور قافلہ روانہ ہوا اور حدیبیہ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔

بیعت رضوان

قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی ایلچی بن کر آیا اور صلح کی پیشکش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس مکہ بھیجا تاکہ ان سے جا کر گفتگو کر کے ان پر واضح کریں کہ مسلمان صرف زیارت بیت اللہ کی غرض سے آئے ہیں۔ اس لئے تمہارا ان کو روکنا مناسب نہیں ہے۔ بعض وجوہات سے حضرت عثمانؓ کو مکہ سے واپس آنے میں خاصی تاخیر ہو گئی۔ اور ادھر کسی طرح مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے۔ جس سے اسلامی لشکر میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر قصاص عثمانؓ کے لئے اس بات پر بیعت لی کہ مر جائیں گے، مگر ہم میں سے کوئی ایک بھی راہ فرار نہیں اختیار کرے گا۔ آخر میں آپؐ نے فرمایا۔

"اگر عثمانؓ زندہ ہے تو میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔"

پھر اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔

"یہ (بایاں) ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔"

چونکہ جہاد کی یہ بیعت بہت ہی نازک اور اہم موقع پر لی گئی اور مسلمانوں کے جذبہ ایثار و فداکاری کا جو بیتابانہ منظر چشم فلک نے دیکھا، رب السموات والارض نے اس کی قدر و منزلت فرمائی اور اس بیعت میں شریک مسلمانوں کو اپنی رضا و خوشنودی کا پروانہ مرحمت فرما کر قرآن میں اس کا مفصل تذکرہ کر کے اس کارنامہ کو زندہ جاوید بنا دیا۔ اسلامی تاریخ میں اس کا نام "بیعت رضوان" قرار دیا گیا۔ مسلمانوں کے جاں نثارانہ جوش و جذبہ نے مشرکین مکہ کو صلح پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کے لئے سفیر بنا کر بھیجا۔

صلح حدیبیہ

حضور اقدس ﷺ سے سہیل بن عمرو کی طویل گفت و شنید کے بعد مسلمانوں اور قریش مکہ میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے اہم نکات درج ذیل تھے :

۱۔ اس سال مسلمان مکہ میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس چلے جائیں۔

۲۔ آئندہ سال مسلمان مکہ میں بغرض عمرہ اس طرح داخل ہوں گے کہ معمولی حفاظتی ہتھیاروں کے علاوہ کوئی جنگی ہتھیار نہیں ہو گا اور تلواریں نیام کے اندر ہی رہیں گی۔ اور صرف تین دن قیام کریں گے، اور جب تک وہ رہیں گے ہم مکہ چھوڑ کر پہاڑیوں پر چلے جائیں گے۔

۳۔ معاہدہ کی مدت کے اندر دونوں جانب امن و عافیت کے ساتھ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

۴۔ اگر کوئی شخص مکہ سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر

مسلمان ہو کر بھی مدینہ چلا جائے گا تو اس کو مکہ واپس کرنا ہو گا' اور اگر مدینہ سے کوئی شخص مکہ بھاگ آئے گا تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے۔

۵۔ تمام قبائل آزاد ہیں کہ ہر دو فریق میں سے جو جس کا حلیف بننا پسند کرے اس کا حلیف بن جائے۔

۶۔ یہ معاہدہ دس سال تک قائم رہے گا اور کوئی فریق اس مدت کے اندر اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۶۸۔۱۶۹)

معاہدہ کی تحریر کے وقت نام مبارک کے ساتھ "رسول اللہ" لکھنے پر سہیل نے اعتراض کیا تھا۔

آپؐ نے فرمایا کہ۔

"ہے تو یہ واقعہ اور حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا' لیکن ہم کو چونکہ صلح مقصود ہے اس لئے تم اگر یہ پسند نہیں کرتے تو مجھ کو اصرار نہیں۔" اور یہ فرما کر آپؐ نے کاتب معاہدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس جملہ کو محو کر دیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کب ممکن تھا کہ وہ اس جملہ کو اپنے ہاتھ سے مٹائیں جس کی نسبت نے ساری کائنات میں انقلاب پیدا کر کے ظلمت کو نور سے' شرک کو ایمان سے' اور جہل کو علم سے بدل ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب یہ محسوس کیا تو مقام تحریر کو معلوم کر کے دست مبارک سے اس جملہ کو محو کر دیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۸۰)

معاہدہ صلح کی دفعات سے مسلمانوں کو احساس ہوا کہ ہمارا پہلو کمزور ہے۔ اور بظاہر شکست و ذلت کا پہلو نظر آتا تھا۔ اس بناء پر صحابہ کرامؓ مغموم نظر آئے تو اللہ رب العزت نے اس صلح کے معاہدہ کو "فتح مبین" قرار دے کر اس طبعی غم کا ازالہ فرمادیا۔

جلیل القدر محدثین کی زبانی سنئے۔ امام حدیث و سیرت زہری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اسلام میں جو عظیم الشان فتوحات شمار کی گئی ہیں' ان میں سب سے پہلی "فتح عظیم" صلح حدیبیہ ہے' اس لئے کہ اس سے قبل برابر کفار و مشرکین سے جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری تھا' اور جب یہ "صلح" عمل میں آگئی تو اس کی وجہ سے ہر دو فریق کو امن و اطمینان کے ساتھ ایک دوسرے سے ملنے اور گفتگو کرنے کا موقع میسر آیا' اور تبادلہ خیالات کی آزادی نصیب ہوئی' نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص بھی اسلام کو اپنی عقل صحیح سے جانچتا اور اس کی حقیقت پر غور کرتا' اس کے لئے بجز اس کے کوئی چارہ باقی نہ رہتا تھا کہ وہ فوراً اسلام قبول کرلے' چنانچہ ان دو سال میں (جب تک معاہدہ پر عمل رہا اور مشرکین نے اپنی جانب سے اس کی خلاف ورزی نہیں کی) لوگ اس قدر مسلمان ہوئے کہ اس سے قبل کی پوری مدت میں اسی قدر یا اس سے بھی کم مسلمان ہوئے تھے۔"

(فتح الباری ج ۷ ص ۳۵۵)

اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اس مقام پر "فتح مبین" سے مراد واقعہ حدیبیہ ہے' صلح حدیبیہ نے درحقیقت "فتح مبین" "فتح مکہ" کے لئے راہ کھول دی' یہ اس لئے کہ جب جنگ کا خطرہ درمیان سے جاتا رہا اور امن و اطمینان کی صورت پیدا ہو گئی تو مکہ اور مدینہ کے درمیان سلسلہ آمد و رفت بے خوف و خطر ہونے لگا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسے شجیع اور مدبر حضرات کا قبول اسلام اسی صلح کا کارنامہ ہے اور یہی اسباب ترقی آہستہ آہستہ "فتح مکہ" کا باعث بنے۔"

اور ابن ہشامؒ امام زہریؒ کی توجیہہ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"زہری کے قول کی تائید اس حقیقت حال سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ واقعہ حدیبیہ میں جب نبی اکرم ﷺ نکلے ہیں تو چودہ سو مسلمان جلو میں تھے اور دو سال بعد جب فتح مکہ کے لئے نکلے ہیں تو دس ہزار کی تعداد تھی۔"

(قصص القرآن)

دو واقعات

معاہدہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کئے اور احرام کھول دیئے تو یہ عجیب معاملہ پیش آگیا۔ مکہ مکرمہ سے مسلمان عورتیں اسلامی لشکر میں پہنچ گئیں اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں۔ قریش مکہ نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس کو رد فرمادیا۔

ایک اور حادثہ اور معاہدہ کی پابندی میں رسول اللہ ﷺ کا بے نظیر عمل

ابھی ابھی یہ شرائط صلح طے ہوئی تھیں اور صحابہ کرامؓ کی ناگواری اس پر ہو رہی تھی کہ اچانک اسی سہیل بن عمرو کا جو صلح نامہ کا فریق منجانب قریش تھا بیٹا ابوجندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور باپ نے اس کو قید کر رکھا تھا اور سخت ایذائیں ان کو دیتا تھا وہ کسی طرح بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور آپؐ سے پناہ مانگی۔ کچھ مسلمان بڑھے اور اس کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ مگر سہیل چلا اٹھا کہ یہ پہلی عہد نامہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اگر اس کو واپس نہ کیا گیا تو میں صلح کی کسی شرط کو نہ مانوں گا۔ رسول اللہ ﷺ عہد کر کے پابند ہو چکے تھے۔ اس لئے ابوجندل کو آواز دے کر فرمایا کہ اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور ضعفاء مسلمین کے لئے جو مکہ میں محبوس ہیں جلد رہائی اور فراخی کا انتظام کرنے والا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں پر ابوجندل کے اس واقعہ نے اور زیادہ نمک پاشی کی وہ تو یقین کر کے آئے تھے کہ اسی وقت مکہ فتح ہو گا اور یہاں یہ حالات دیکھے تو ان کے رنج و غم کی انتہا نہ رہی۔ قریب تھا کہ وہ ہلاکت میں پڑ جاتے مگر معاہدہ صلح مکمل ہو چکا تھا۔ اس صلح نامہ پر مسلمانوں کی طرف سے ابوبکرؓ و عمرؓ عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن سہیل بن عمر سعد بن ابی وقاص محمد بن مسلمہ اور علی بن ابی طالب وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کے دستخط ہوئے۔ اسی طرح مشرکین کی طرف سے سہیل کے ساتھ چند دوسرے لوگوں کے بھی دستخط ہو گئے۔

صلح حدیبیہ کے بعد

حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کی معیت میں واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اس دور امن میں اسلامی حکومت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی طرف خاص توجہ کا موقع ملا اور اسی دوران اس وقت کی دو عظیم سلطنتوں کے حکمرانوں کے علاوہ دیگر بادشاہوں کو خصوصی مسلمان سفیروں کے ذریعہ دعوت اسلام کے خطوط ارسال کئے گئے۔ اس طرح خطہ حجاز و عرب اسلام کی روشنی سے منور نظر آنے لگا اور حدود عرب سے باہر اسلام کا پیغام ہر قابل ذکر قوت کے پاس پہنچ گیا۔

حضرت ابو بصیر کا قبول اسلام

ایک دن اچانک بنی زہرہ کے حلیف قبیلہ ثقیف سے ایک مسلمان ابو بصیر عتبہ بن اسید خدمت نبوی میں حاضر ہو گئے۔ قریش مکہ نے دو آدمی مدینہ روانہ کئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ سے معاہدہ کے تحت ابو بصیر کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ پہنچے اور کھجور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ابو بصیر نے ایک شخص کی تلوار کی عمدگی کی تعریف کرتے ہوئے اسے دکھانے کی فرمائش کی۔ طویل سفر کی وجہ سے ان لوگوں کے ذہن سے ابو بصیر کا اسلام لانا غالباً محو ہو گیا تھا۔ اس شخص نے تلوار ابو بصیر کے ہاتھ دے دی۔ انہوں نے ان میں سے ایک شخص کی گردن اڑا کر اس کو ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا واپس مدینہ کی طرف سرپٹ بھاگا اور مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں سانس لیا۔ اور حضور ﷺ سے شکایت کی کہ میرے ساتھی کو تو قتل کر دیا گیا ہے اور مجھے بھی مار دیئے جانے کا خطرہ ہے۔ اتنے میں ابو بصیر ننگی تلوار لہراتے وہاں پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے دیکھ کر ناگواری سے فرمایا یہ تو جنگ کو ہوا دے رہا ہے۔ ابو بصیر نے جان لیا کہ اسے پھر کفار مکہ کے حوالے کر دیا جائے گا تو وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور قریش کے راستہ میں ساحل سمندر کے قریب جو سلیم کے علاقے کے قریب عیص کے مقام پر رہائش اختیار کرلی۔ ابوجندل بن سہیل کو علم ہوا تو مکہ سے اپنے ستر مسلمان ساتھیوں کے ہمراہ نکلے اور ابو بصیر کے پاس پہنچ گئے۔ پھر تو یہ سلسلہ جاری ہو گیا کہ جو بھی مسلمان ہو جاتا سیدھا وہیں پہنچ جاتا۔ اس طرح وہاں ایک اچھی خاصی مضبوط جماعت جمع ہو گئی۔ اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قریش مکہ کا جو بھی قافلہ شام کی طرف جاتا یا وہاں سے آتا اس پر حملہ کر کے قتل قتال کر کے مال اسباب لوٹ لیتے۔

اس صورت حال سے قریش کا ناک میں دم آگیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آہ و زاری کی اور

معاہدہ کی شق نمبر ۴ (یعنی اگر کوئی شخص مکہ سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا تو اس کو مکہ واپس کرنا ہو گا) کو معطل کر دینے کی درخواست کی اور اعلان کیا کہ جو کوئی حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے گا اس کو منع نہیں کیا جائے گا اور واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ آپؐ نے ابوبصیر اور اس کے ساتھیوں تک یہ پیغام پہنچا دیا۔ حضور ﷺ کا خط ابوبصیر کے پاس پہنچا تو اس وقت ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ اس شہید وفا نے خط مبارک کو مضبوطی سے ہاتھ میں تھام رکھا تھا اور فرشتہ اجل ان کی پاکیزہ روح کو یہ پیغام دے رہا تھا۔ یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔ وادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ ابوجندل کے ہمراہ باقی سب لوگ خوشی خوشی مدینہ چلے آئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قریش مکہ کی معاہدہ شکنی

صلح حدیبیہ کی دفعات میں سے شق ۵ کے مطابق یہ قرار پایا تھا کہ قبائل عرب حضور ﷺ اور قریش مکہ میں سے جس کے چاہیں حلیف بن سکتے ہیں۔ چنانچہ معاہدہ ہونے کے فوراً بعد قبیلہ بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے حلیف بننے کا اعلان کر دیا اور بنو بکر قریش مکہ کے حلیف بن گئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک معاہدہ پر ہردو فریق نے سختی سے عمل کیا کہ اچانک بنو خزاعہ اور بنو بکر میں پرانی چپقلش نے دوبارہ ابھر کر جنگ کی صورت اختیار کر لی اور ایک شب بنو بکر و تیرہ کے مقام پر بنو خزاعہ پر حملہ بول دیا۔ قریش مکہ نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھایا اور بنو خزاعہ کو مسلمانوں کے حلیف بننے کا مزا چکھانے کی غرض سے بنو بکر کا ساتھ دیتے ہوئے بڑی بے دردی سے بنو خزاعہ کا قتل عام کیا۔ بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم نے مدینہ پہنچ کر تمام صورت حال حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دی اور استغاثہ کرتے ہوئے امداد طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا واللہ لا منعکم مما امنع نفسی منہ "اللہ کی قسم میں جس چیز کو اپنی ذات سے روکوں گا تم کو بھی اس سے ضرور محفوظ رکھوں گا۔" (البدایہ والنہایہ)

قریش مکہ یہ حرکت بے جا کر کے معاہدہ کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو کر چکے، مگر اب ان کی آنکھیں کھلیں اور گھبرائے کہ مسلمان اب ضرور مکہ پر چڑھائی کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کو معافی تلافی کے لئے مدینہ بھیجا۔ وہاں وہ سیدھے اپنی بیٹی ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر پہنچے۔ ابوسفیان نے حضور ﷺ کے بستر مبارک پر بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ام المومنین ام حبیبہؓ نے یہ کہتے ہوئے فوراً بستر سمیٹ دیا کہ "اباجان! یہ رسول خدا کا بچھونا ہے۔" ابوسفیان تعجب سے گویا ہوئے۔ "پھر کیا ہوا" میں تیرا باپ ہوں۔" ام حبیبہؓ نے جواب دیا۔ "یہ صحیح ہے مگر آپ مشرک ہیں اور یہ اللہ کے رسول کا پاک بستر ہے۔" (یعنی

باقی ص ۳۱ پر

بقیہ چیچنیا تاریخ کے آئینہ میں

وزراء اور اعلیٰ ترین عہدہ داروں کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ حکومت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت جو حلف لیں وہ قرآن کریم اٹھا کر ہو، اور اس حلف کے مضمون میں یہ الفاظ شامل کئے گئے کہ "اگر میں اپنے اس حلف کی خلاف ورزی کروں تو مجھ پر خدا اور عوام کی لعنت ہو۔"

اس کے بعد صدر دودایف نے قدم بقدم اپنی اس جمہوریہ کے لئے وہ سیاسی اور انتظامی و مالی اقدامات کئے جس سے اس نو آزاد ملک کو استحکام حاصل ہوا، ان اقدامات کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے مجلہ وسطی ایشیا، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کا تازہ شمارہ اس کے لئے کافی ہو گا، ہاں اتنا کہنا ضروری ہے کہ اپنی اسی مطلقہ آزاد جمہوریہ کا نام انہوں نے پارلیمنٹ کے فیصلہ سے "اچکریہ" قرار دیا اور فروری ۱۹۹۴ء میں روسی کرنسی روبل کی جگہ نئی چیچن کرنسی متعارف کرائی۔ ایک روبل کی مالیت کی نئی کرنسی کو سوم Som کا نام دیا گیا اور دس روبل کے مساوی کرنسی نوٹ کا نام "تیوم" (Tyum) رکھا گیا۔ گیارہ مارچ ۱۹۹۴ء کو پارلیمنٹ کے ایک نئے قانون کے مطابق چیچن زبان کے لئے روسی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کیا گیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماسکو کی حکومت نے چیچنیا کے اعلان آزادی کو کس طرح برداشت کیا اور اب تین سال کے بعد بورس یالسن نے اس کے خلاف یہ کارروائی کیوں شروع کی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ افغانستان میں ذلت آمیز شکست کے بعد روسی افواج میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ایک ایسے علاقے میں جنگ کریں جس نے ۳۵ سال تک امام شامل کی قیادت زار شاہی روس کے خلاف گوریلا جنگ لڑی تھی اور جس میں ایک اندازے کے مطابق تین لاکھ روسی فوجی کام آئے تھے مالی طور پر انتہائی بدحال بلکہ فقیر سکڑی ہوئی نئی روسی حکومت کے خزانہ میں بھی اتنی سکت نہ تھی کہ ایک نئی جنگ کے مصارف برداشت کر سکے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ روس نے خوش دلی سے چیچنیا کی آزادی کو تسلیم کر لیا تھا، یا اس کو دوبارہ اپنے قابو میں کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا تھا، جب ماسکو کی حکومت امریکی مالی امداد کی وجہ سے ۹۳ء میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکی اور اس کی اقتصادی حالت بہتر ہوئی تو اس نے کسی فوجی کارروائی سے قبل داخلی منافرت و بغاوت اور مالی رشوت کا طریقہ اپنایا۔ اس مقصد کے لئے اس نے حزب مخالف کے لیڈر عمر اختر خانوف کو اپنا آلہ کار بنایا جس کے دماغ سے ابھی کمیونزم کی بو نہیں نکلی تھی۔ لندن کے مجلہ "اکانومسٹ" (۲۴ ستمبر ۹۴ء) کی رپورٹ کے مطابق ان عمر اختر خانوف کو ماسکو نے دس بلین روبل کی خطیر رقم دی تاکہ وہ اس کو صدر دودایف کی حکومت کے خلاف استعمال کریں اور اس کو غیر مستحکم کر کے ملک میں بے چینی پھیلا دیں۔ بورس یالسن نے چیچنیا کی آزاد مملکت کے خلاف اور بھی بہت سے اقتصادی حربے استعمال کئے، جن میں سرفہرست تیل کی صنعت تھی جو تقریباً تمام تر روسیوں کے ہاتھ میں تھی، اور روسی انجینئروں کی واپسی کے سبب اس صنعت کو بڑا نقصان پہنچایا گیا، اسپیئر پارٹس روس سے نہ آنے کے سبب اور ماہرین کی ماسکو واپسی کے سبب بہت سی فیکٹریاں اور کارخانے بند ہو گئے، اسپتالوں میں آلات جراحی اور دوائیں جو روس سے آتی تھیں ناپید ہو گئیں وغیرہ وغیرہ۔ ان سب اقتصادی پابندیوں کا مقصد یہ تھا کہ بغیر کسی فوجی کارروائی کے چیچنیا دوبارہ روس کی غلامی اختیار کر لے مگر ماسکو اپنے ناپاک اور غیر جمہوری مقصد میں ناکام رہا۔

حزب مخالف کے ذریعہ عوامی بہبود کے نعروں کی بنیاد پر بے چینی پھیلانے اور خانہ جنگی برپا کرنے کی کوششیں بھی ناکام ہو گئیں۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو اسٹیشن پر قبضہ کی کوشش حزب مخالف کی طرف سے کی گئی۔ اس کو ستمبر ۹۴ء میں ناکام بنا دیا گیا، یہی نہیں چیچنیا کی افواج نے حزب مخالف کی مسلح ملیشیا سے جس کو ماسکو سے ہتھیار سپلائی کئے گئے، ارگون کا علاقہ کولا بازانوف و اگزار کرا لیا، اور اسی طرح اس نے روسی ایجنٹوں کو ایک اور شہر تو فشوی یورت سے مار بھگایا۔

اپنی پے در پے ناکامیوں نے صدر یالسن کو بوکھلا دیا اور اب دسمبر ۹۴ء کے آخری عشرہ میں انہوں نے وہ ظالمانہ فوجی اقدام کیا جو عالمی ضمیر کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے اور جس پر امریکہ کے سوائے سبھی نے ماسکو حکومت کی مذمت کی ہے۔ اب تقریباً سب کو معلوم ہو چکا ہے کہ روس اپنے تیل کی ضروریات کے لئے چیچنیا کا محتاج ہے، جو بعض لوگوں کے اندازے کے مطابق قفقاز کا کویت ہے، اور ایوی ایشن فیول پر بھی جہاں سے روس کی تقریباً نوے فیصد ضروریات پوری ہوتی تھیں، روس دوبارہ اس اہم دولت پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا ہے، خاص طور پر اس صورتحال کے پیش نظر کہ کچھ عرصہ قبل صدر دودایف نے صدر بورس یالسن کے نام ایک پیغام بھیجا تھا کہ اگر فوری طور پر ان کو تیل کی واجب الاداء رقوم نہیں بھیجی گئیں تو وہ پٹرو کیمیکل مصنوعات کی ترسیل روک دیں گے۔

سوال یہ ہے کہ پھر وہ کیا قوت ہے جس نے چیچنیا کو روس سے ٹکر لینے پر آمادہ کیا ہے، اس کا جواب بھی نیوز ویک کے اس مضمون کی ابتدا میں ہے، جو یہ ہے کہ "درجنوں غازی" جنہوں نے لوکل ائمہ (مساجد) کے سامنے قسم کھائی ہے، روسی حملے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں، پچیس سال کے ایک کلاشنکوف بردار، خنجر بکف نوجوان نائب عیدی کوف کا کہنا ہے کہ "اگر ہم جیتے تو خوش حال ہوں گے اور اگر مرتے ہیں تو اللہ کے حضور میں ہوں گے اور خوش نصیب ہوں گے" یہ ہے وہ ایمانی قوت جس کے بل بوتے پر چیچنیا کے عوام ایک بہت بڑی مغربی طاقت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی

ہمارا نصب العین اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ

اور گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی تمام دردمندان اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے

اپیل

الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ

گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب کر رہی ہے

○ عالمی مجلس کے راہنماؤں اور مبلغین کی کوششوں سے اب تک ہزارہا افراد قادیانیت سے تائب ہو چکے ہیں۔ صرف ایک افریقی ملک "مالی" میں ۳۰، ۳۵ ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ○ جماعتی لٹریچر جو متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے (اور مزید زبانوں میں شائع کرنے کی کوششیں جاری ہیں) اس کے اور جماعتی مبلغین کے ذریعے پوری دنیا قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ ہو چکی ہے ○ تبلیغی نظام کافی وسیع ہو چکا ہے۔ متعدد بیرونی ملکوں میں جماعتی شاخوں کے علاوہ دفاتر، قرآنی تعلیم کے لئے مکاتب قائم ہو چکے ہیں۔ اندرون ملک ۵۰ سے زائد ہمہ وقتی مبلغ ۱۰ دینی مدارس قائم ہیں، مدارس میں بیرونی طلباء کے اخراجات عالمی مجلس آپ حضرات کے دیئے ہوئے عطیات سے پورا کرتی ہے۔ ○ جماعت کے دو ہفتہ وار رسالے قادیانیت کے پرزور تعاقب میں مصروف ہیں۔ امسال عالمی مجلس نے ایک عظیم الشان منصوبہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام شروع کیا ہوا ہے اور وہ ہے روس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں اور کیمونسٹوں کے جبر و تشدد سے نجات حاصل کرنے والے لاکھوں مسلمانوں میں قرآن مجید پہنچانا۔

یہ آزاد ریاستیں

کسی زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز رہی ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام برہان الدین فرغانی، صاحب ہدایہ، امام ابو حفص کبیر، امام ابو اللیث سمرقندی، اور امام ابو منصور ماتریدی، اسی سرزمین سے اٹھے جن کے علمی فیضان سے پورا عالم اسلام مستفید ہوا لیکن ان مسلم ریاستوں پر روس کے ظالمانہ و جابرانہ تسلط نے عالم اسلام کی ان مایہ ناز ریاستوں کو بنجر بنا کر رکھ دیا۔ آج وہ سرزمین قرآنی تعلیم کی پیاسی اور اور وہاں کے مسلمان ہم سے قرآن مجید کے طالب ہیں۔ ایسے میں عالمی مجلس کے وفد نے وہاں کا دورہ کرنے کے بعد ۱۰ لاکھ قرآن مجید جماعت کی طرف سے چھپوا کر وہاں پہنچانے کا فیصلہ کیا جو الحمدللہ آپ کی دعاؤں سے زیر طبع ہے اس وقت ہزاروں قرآن مجید وہاں پہنچا بھی دیئے ہیں۔

ان تمام منصوبہ جات خاص طور پر وسطی ایشیا کی ریاستوں میں قرآن مجید پہنچانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی مجلس کو آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے

ہم تمام اہل اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ

وہ موجودہ مہینوں خصوصاً" رمضان المبارک میں مذکورہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور خاص طور پر عطیات سے دل کھول کر امداد فرمائیں۔

فقیر خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون:۔ ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون ۷۷۸۰۳۳۷

نوٹ:۔ کراچی کے احباب الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۱۲ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔